النور

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی المسیح الموعود

ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam**, Inc.
15000 Good Hope Road, Silver Spring, MD 20905. Ph: (301)879-0110
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Chauncey, OH 45719

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG.
U.S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

تبلیغ

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولےٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالےٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دیگا۔ بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے۔ یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے:۔

اذا عزمت فتوکل علے اللّٰہ واصنع الفلک باعیننا و وحینا

الّذین یبایعونك انّما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ

المبلغ خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

تکمیل تبلیغ

مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں شائع کیا ہے۔ جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے۔ اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے:۔

اوّل ۔بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے۔ شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوّم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں جو بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہیں۔ جن کی تفصیل یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں نہیں لکھی گئی۔ اور واضح رہے کہ اس دعوت بیعت کا حکم تخمیناً مدت دس ماہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی تاخیر اشاعت کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ اس عاجز کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی رہی کہ ہر قسم کے رطب ویابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا رہا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور جو کچے اور سریع التغیر اور مغلوب شک نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے ایک ایسی تقریب کی انتظار رہی کہ جو سچوں اور کچوں اور مخلصوں اور منافقوں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ سو اللہ جل شانہٗ نے اپنی کمال حکمت اور رحمت سے وہ تقریب بشیر احمد کی موت کو قرار دے دیا۔ ٭ اور خام خیالوں اور کچوں اور بدظنّوں کو الگ کر کے دکھلا دیا اور وہی ہمارے ساتھ رہ گئے جن کی فطرتیں ہمارے ساتھ رہنے کے لائق تھیں۔ اور جو فطرتاً قوی الایمان نہیں تھے اور تھکے اور ماندے تھے وہ سب الگ ہو گئے اور شکوک و شبہات میں پڑ گئے۔ پس اسی وجہ سے ایسے موقع پر دعوت بیعت کا مضمون شائع کرنا نہایت چسپاں معلوم ہوا۔ تا خس کم جہاں پاک کا فائدہ ہم کو حاصل ہو اور مغشوشین کے بدانجام کی تلخی اُٹھانی نہ پڑے اور تا جو لوگ جو اس ابتلاء کی حالت میں اس دعوت بیعت کو قبول کر کے اس سلسلہ مبارکہ میں داخل ہو جائیں وہی ہماری جماعت سمجھے جائیں اور وہی ہمارے خالص دوست متصور ہوں اور وہی ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں انہیں ان کے غیروں پر قیامت تک فوقیت دونگا اور برکت اور رحمت ان کے شامل حال رہیگی اور مجھے فرمایا کہ تو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر جو لوگ تجھ سے بیعت کرینگے وہ خدا سے بیعت کرینگے۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤ اور اپنے رب کریم کو اکیلا مت چھوڑو۔ جو شخص اسے اکیلا چھوڑتا ہے وہ اکیلا چھوڑا جائے گا۔

سو حسب فرمودہ ایزدی دعوت بیعت کا عام اشتہار دیا جاتا ہے اور متحملین شرائط متذکرہ بالا کو عام اجازت ہے کہ بعد ادائے استخارہ مسنونہ اس عاجز کے پاس بیعت کرنے کے لئے آویں۔ خدا تعالےٰ ان کا مددگار ہو اور ان کی زندگی میں پاک تبدیلی کرے اور ان کو سچائی اور پاکیزگی اور محبت اور روشن ضمیری کی روح بخشے۔ آمین ثم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

المبلغ

خاکسار احقر عباد اللہ **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر) ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء
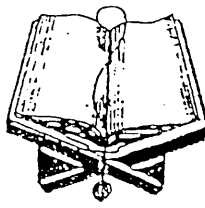
۱۔ هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْکَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ (صف : ۱۰)

(اللہ) وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیانِ (باطلہ) پر غالب کر دے اگرچہ مُشرک ناپسند کریں۔

تفسیر قرطبی میں ہے :" ذٰلِكَ اِذَا نَزَلَ عِیْسٰی لَمْ یَکُنْ فِی الْاَرْضِ دِیْنٌ اِلَّا الْاِسْلَامُ" (قرطبی جلد ۱۸ صـ ۸۶)

کہ دینِ حق کا غلبہ حضرت مسیح کے نزول کے وقت ہوگا اور اس زمانے میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب دُنیا میں نہیں ہوگا۔

پھر تفسیر قمی میں آیت کی تشریح یوں کی گئی ہے :۔ وَهُوَالْاِمَامُ الَّذِیْ یُظْهِرُهُ اللّٰهُ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا وَ هٰذَا مِمَّا ذَکَرْنَا اِنَّ تَاْوِیْلَهٗ بَعْدَ تَنْزِیْلِهٖ" (تفسیر قمی جلد ۲ صـ ۳۱)

کہ دینِ حق کا تمام ادیان پر غلبہ امام آخر الزمان کے ذریعہ ہوگا پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا جبکہ اس سے پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوگی اور شریعتِ حقّہ کے نفاذ کی یہ حقیقت اس کے نزول کے بعد ہی عملی جامہ پہنے گی۔

۲۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (جمعہ : ۴)

اور ان میں سے ایک گروہ آخرین کا ہے جو ابھی ان سے ملا نہیں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر قرطبی میں اس آیت کی تشریح میں امام بخاری و مسلم کی یہ حدیث درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے تلاوت فرمائی " وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ " تو ایک آدمی نے حضورؐ سے دریافت کیا حضور! یہ کون لوگ ہیں ؟ اور یہ دو تین دفعہ سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسی بھی تشریف رکھتے تھے پس آپؐ نے حضرت سلمان فارسی پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ کہ اگر ایمان ثریّا پر بھی اُٹھ گیا تب بھی ابناءِ فارس میں سے اسے ضرور واپس لائیں گے۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صـ ۹۳)

بعض روایات میں رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ آیا ہے۔

حضورؐ کی خدمت میں سوال یہ کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں ؟ حضورؐ نے جواب میں ایک مامور کی بعثت کا ارشاد فرمایا اور اُوپر والی آیت سے وہ عقدہ بھی حل ہوگیا کہ وہ امام آخر الزمان ہے :

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علامہ عبدالغفور صاحب اپنی کتاب النجم الثاقب میں امام مہدی کے بارہ میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔

"عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَضَتْ أَلْفٌ وَّمِائَتَانِ وَأَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ۔" (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ۱۲۴۰ھ گذر جائے گا تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

۲۔ دارقطنی میں امام مہدی کے ظہور کی نشانی کے بارہ میں یہ حدیث درج ہے:۔

"إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ۔" (دارقطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸)

ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں جب سے زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی وہ کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئیں کہ رمضان میں چاند گرہن اپنے گرہن والی راتوں میں سے پہلی رات اور سورج گرہن اپنی تواریخ میں سے درمیانی دن واقع ہوگا۔

سو یہ پیشگوئی واقعتاً مشرقی ممالک میں ۱۳ رمضان ۱۳۱۱ھ کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان ۱۳۱۱ھ کو سورج گرہن کے وقوع سے پوری ہوئی۔

حضرت غلام فرید چاچڑاں شریف[1] لکھتے ہیں:۔

"ہرگاہ خسوفِ قمر وکسوفِ شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار عیسوی واقع شدہ است و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ وکسوف درمیانہ روز از روزہا کسوف شمس واقع گشتہ است۔" (اشاراتِ فریدی جلد سوم صفحہ ۷۲)

کہ چونکہ ماہ اپریل ۱۸۹۴ء کی چھٹی تاریخ کو خسوفِ قمر اور کسوفِ شمس واقع ہوگیا ہے اور یہ مطابق ۱۳ رمضان ہے کہ جو چاند گرہن کی راتوں سے پہلی رات ہے واقع ہوا اور سورج گرہن اپنی گرہن والی راتوں میں سے درمیانی رات واقع ہوا۔

---

[1] حضرت بابا غلام فرید چاچڑاں شریف ایک متبحر عالم اور سجادہ نشین تھے۔ بہاولپور کے علاقہ میں ان کے مریدوں کی کثرت ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں حضرت اقدس کی صداقت کا اقرار کیا تھا۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تکبّر شرک کے بعد سب سے بڑی بَلا ہے۔

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بَلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحّد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبّر کا نہیں۔ شیطان بھی موحّد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اُس کے سر میں تکبّر تھا۔ اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُسکی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوقِ لعنت اُس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہُوا تکبّر ہی تھا۔" (روحانی خزائن جلد پنجم آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۸)

اپنے بھائیوں سے پوری ہمدردی کرنے کی تلقین

" پھر میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے ہیں جن کو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ مشکلات کے وقت اپنے اوقات مال۔ طاقت کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ اور اگر بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں گرفتار ہو تو اس کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم آیا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے ہمسائے کو بھی دو۔ دیکھو کس قدر تاکید ہمدردی کی ہے۔ مگر برخلاف اس کے آجکل اس حدیث کی کوئی بھی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔

تکبّر اور شرارت سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں

" تکبّر اور شرارت بُری بات ہے۔ ایک ذرا سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا۔ اور مدّت سے وہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اُس کے دل میں اعتراض پیدا ہُوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اِس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی پنا چھین لیا۔ آخر وہ بہت ساغمگین ہُوا۔ اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کو پیغام آیا کہ تُو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہُوا ہے۔ اُس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹ۔ پر اُس نے کہا۔ کہ ایسا کیوں کروں۔ اُس عابد نے کہا کہ جس طرح میں کہتا ہوں اُسی طرح کرو۔ آخر اُس نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ اُسکی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چھل گئیں۔ تب خدا نے فرمایا کہ بس کر اب معاف کر دیا۔

خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرو اور اُن کے ہمدرد بن جاؤ

" اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔"
(کشتی نوح ص۱۲ مطبوعہ ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

بیویوں سے نیک سلوک اور نرمی اور رفق کی تلقین

"مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو خُذُوا الرِّفْقَ الرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ۔ "نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔" (اربعین ۳ ص۴۵)

اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ اُن کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِهٖ یعنی تم میں اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر نیکی کرو۔ اُن کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد۔ خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح مت توڑو۔" (حاشیہ اربعین ۳ ص۴۵)

عورتوں کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو

"عورتیں بت پرستی کی جڑ ہیں کیونکہ اُن کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہیں سے ہوئی ہے۔ بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کہ ذرا سی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہیں۔ اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ اُن میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ۔ مرد کو عورت کی نسبت زیادہ قویٰ دیئے گئے ہیں۔۔۔۔۔ اسلئے مرد کو چاہیئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔"[1]

[1] مجموعہ تقریر ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء بمقام لاہور ص۹

حق و باطل میں فیصلہ کی دعائیں

(۱) رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ (تذکرہ ص۲)

اے ہمارے رب العزت ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ فرمادے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے

(۲) رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّکَاذِبٍ۔ اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ۔ (تذکرہ ص۴۱۳)

اے میرے رب العزت صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ مصلح اور صادق کون ہے

(۳) رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ۔ (تذکرہ ص۶۹۶)

اے ہمارے رب العزت ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ فرما۔

(۴) یَا حَفِیْظُ۔ یَا عَزِیْزُ۔ یَا رَفِیْقُ۔ (تذکرہ ص۴۹۳)

اے بہت ہی حفاظت کرنیوالے۔ اے غالب۔ اور اے رفیق

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تاکید

"انسان کو چاہیئے کہ حسنات کا پلہ بھاری رکھے مگر جہاں تک دیکھا جاتا ہے اس کی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے کہ یہ پلہ بھاری ہوتا نظر نہیں آتا۔ رات دن اسی فکر میں ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین مل جاوے۔ فلانا مکان بن جاوے حالانکہ اُسے چاہیئے کہ افکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ میں مصروف ہے تو یہ بھی اس کے کام ہرگز نہیں آسکتا جبتک کہ خدا کو اُس نے مقدم نہیں رکھا ہوا۔ ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہیئے ورنہ خدا کی قبولیت کے لائق ہرگز نہیں ٹھہرے گا۔

غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں اور پیش گوئیاں

اندریں وقت مصیبت چارۂ مابیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

(حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مرحوم)

قرآن پاک اور احادیث نبویہ کی پیش گوئیوں کے مطابق بارھویں صدی ہجری کے بعد کا زمانہ مسلمانوں کے لئے انتہائی انحطاط و تنزل کا زمانہ ہے۔ تیرھویں صدی ہجری میں عالم اسلام نہایت خستہ حالت میں نظر آتا ہے۔ اسلامی سلطنتوں پر زوال آ گیا۔ کفر و الحاد کی طاقتیں پوری قوت سے اسلام پر حملہ آور ہو گئیں۔ عیسائی پادریوں نے پورے زور اور سارے سامانوں کے ساتھ اسلام کو نابود کرنے کا پروگرام بنالیا۔ آریہ پنڈت اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی پوری طرح لیس ہو کر اسلام کو مٹانے کے درپے ہو گئے اور صدہا ہزار مسلمان کہلانے والوں نے ارتداد کی راہ اختیار کر لی۔ یہ تو بیرونی طاقتوں کے حملہ کی صورت اور حال تھا، مسلمانوں کی اندرونی حالت اس سے بھی ابتر تھی۔ علماء بے عملی اور تفرقہ انگیزی کی مرض کا شکار تھے، امراء عیش پرستی میں مبتلا تھے، عوام جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے، سب کی اخلاقی حالت بگڑ چکی تھی، ایمان و یقین ناپید ہو چکے تھے۔ اسی زبوں حالی کو دیکھ کر مولانا حالی نے کہا تھا۔

نہ ثروت رہی ان کی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ ان کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک رخصت
مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

مولانا حالی اپنی مسدس میں ایک اجڑے ہوئے باغ کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتے ہیں ۔

یہ آواز پیہم وہاں آ رہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے

(مسدس حالی مطبوعہ ۱۲۹۶ ہجری)

اسی زمانہ کے مسلمانوں کی حالت پر نواب صدیق حسن صاحب نے برملا اعلان کیا کہ:

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتران کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں"۔

(اقتراب الساعۃ صہ ۲۱)

ایسے نازک ترین دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ "انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون" کے موافق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ کو اسلام کا محافظ اور باغ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باغبان مقرر فرمایا۔ آپؑ نے چاروں طرف نگاہ کی اور پکار اٹھے ۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعداء ملت، قلت انصار دیں

آپؑ نے ذمہ داری کی عظمت اور اپنی بے سروسامانی کو دیکھ کر اور مسلمانوں کی بے حسی کو محسوس کر کے فرمایا۔

شب تاریک و بیم و زد و قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یا رب نما خود دست قدرت را

(آئینہ کمالات اسلام)

آپؑ خدا تعالیٰ کے مامور تھے، اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں اور اس کے قطعی و یقینی وعدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

چنانچہ آپؑ نے مسلمانوں کو یقین بھرا پیغام دیا اور انہیں کہا۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

اور دوسری طرف اسلام کی کامیاب اور مئوثر مدافعت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و تضرع سے دعائیں کیں تا اللہ تعالیٰ اسلام کو شوکت و عظمت عطا فرمائے۔ اسے ادیان باطلہ پر غالب کرے اور مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دے اور ان کی دستگیری فرمائے۔

یہ متضرعانہ دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتابوں، اشتہار، آپ کے ملفوظات اور دیگر تحریروں میں پھیلی ہوئی ہیں، نظم اور نثر ہر دو حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ اردو فارسی اور عربی ساری زبانوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمانہ سے ان سب دعاؤں کو قبول فرمایا اور آپؑ کو عظیم الشان بشارتیں دیں کہ اسلام ضرور غالب ہو گا۔ جھوٹے ادیان مٹ جائیں گے، توحید غالب آئے گی اور شرک ناپید ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عظمت و شوکت عطا فرمائے گا۔

ان ساری دعاؤں اور ان ساری بشارتوں کا ذکر کرنا بہت وسیع مضمون ہے فی الوقت ان دعاؤں اور بشارتوں کا ایک مختصر انتخاب پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی دعا پر توجہ فرمائیں۔ الہام ہوا۔

"رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین۔ رب

اصلح امۃ محمد۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیرالفاتحین" (تذکرہ صہ ۲۴۴)

"اے میرے خدا! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ تو بہتر وارث ہے۔ اے میرے رب! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما۔ اے ہمارے رب! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچا فیصلہ فرما تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"۔

میں عربی، فارسی اور اردو نظم کی دعائیں پیش کرنے پر اکتفا کروں گا اور پھر اختصار کے ساتھ ان پیش گوئیوں کے چند اقتباس بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے بارے میں بیان فرمائی ہیں۔

عربی زبان میں غلبہ اسلام کے لئے دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پادریوں کی اسلام پر یلغار کو دیکھ کر بارگاہ احدیت میں عرض پرداز ہیں:

حلت بارض المسلمین جنودھم
فسرت غوائلھم الی نسوانھم

ترجمہ: مسلمانوں کے ملکوں میں ان کے جھنڈ کے جھنڈ اتر پڑے ہیں۔ ان کی ہلاکت آفریں باتیں ان کی عورتوں تک پر اثر انداز میں ہو رہی ہیں۔

یا رب احمد یا الٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم

ترجمہ: اے احمد مجتبیٰؐ کے رب! اے محمد مصطفیٰؐ کے خدا! تو اپنے بندوں کو ان پادریوں کے دھوئیں کے زہروں سے بچا۔

یا عوننا انصر من سواک ملاذنا
ضاقت علینا الارض من اعوانھم

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو خود مدد فرما، تیرے سوا ہماری پناہ کوئی نہیں۔ ہم پر پادریوں کے مددگاروں کے باعث زمین تنگ ہوگئی ہے۔

کسر زجاجتھم الٰہی بالصفا
و اعصم عبادک من سموم بیانھم

ترجمہ: اے میرے خدا! تو اپنے پتھر سے ان کے شیشے کو چکنا چور کر دے اور اپنے بندوں کو ان کے بیان کے زہر سے محفوظ کر دے۔

سبوا نبیک بالعناد و کذبوا
خیرالوریٰ فانظر الی عدوانھم

ترجمہ: ان لوگوں نے ازراہ عناد تیرے نبی کو گالیاں دیں اور خیرالوریٰ کو جھٹلایا تو ان کی زیادتی کو دیکھ۔

یا رب سحقھم کسحقک طاغیاً
و انزل بساحتھم لھدم مکانھم

ترجمہ: اے میرے رب! تو ان کو اسی طرح پیس ڈال جس طرح تو سرکشوں کو پیستا ہے اور ان کے میدانوں میں ان کی عمارتوں کو مسمار کرنے کے لئے جلالی نزول فرما۔

فیا رب اصلح حال امۃ سیدی
و عندک ھین عندنا متعسر

ترجمہ: اے میرے رب! تو میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما۔ یہ تیرے نزدیک آسان ہے اور میرے لئے دشوار۔

فیا ناصر الاسلام یارب احمد
اغثنی بتائید فانی مدخر

ترجمہ: اے اسلام کے مددگار! اے احمد مجتبیٰ کے خدا! اپنی تائیدات سے میری مدد فرما میں بے یار و مددگار ہوں۔

عمت بلایاھم و زاد فسادھم
واشتد سیل الفتن من طغیانھم

ترجمہ: ان پادریوں کی مصیبت عام ہوگئی ہے اور ان کا فساد بڑھ گیا ہے۔ فتنوں کا سیلاب ان کی طغیانی سے بہت سخت ہو گیا ہے۔

یا رب خذھم مثل اخذک مفسداً
قد افسد الآفاق طول زمانھم

ترجمہ: اے میرے رب! تو جس طرح فسادیوں پر گرفت کرتا ہے اسی طرح ان پادریوں پر جلد گرفت فرما کیونکہ ان کے زمانہ کے لمبا ہو جانے نے ہر طرف فساد پھیلا دیا ہے۔

ادرک رجالا یاقدیر و نسوۃ
رحما و نج الخلق من طوفانھم

ترجمہ: اے قادر مطلق خدا! تو ان مظلوم مسلمان مردوں اور عورتوں کی مدد کو ازراہ ترحم پہنچ اور مخلوق کو پادریوں کے طوفان سے نجات دے۔

یارب مزقھم و فرق شملھم
یا رب قودھم الی ذوبانھم

ترجمہ: اے میرے رب! تو ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور انہیں پراگندہ کر دے اور انہیں درجہ بدرجہ پگھلا دے۔

یا رب ارنی یوم کسر صلیبھم
یا رب سلطنی علیٰ جدرانھم

ترجمہ: اے میرے رب! تو مجھے ان کی صلیب کے ٹوٹنے کا وقت دکھا دے اور مجھے ان کے در و دیوار پر تسلط عطا فرما۔

انزل جنودک یا قدیر لنصرنا
انا لقینا الموت من لقیانھم

ترجمہ: اے قادر خدا! تو ہماری نصرت کے لئے اپنے لشکر اتار۔ ہم تو ان پادریوں کے مقابلہ کے باعث موت کی کشمکش میں ہیں۔

و ابغی من المولیٰ نعیماً یسرنی
و ما ھو الا فی صلیب یکسر

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے اس دائمی نعمت کا طلبگار ہوں جو میرے لئے باعث مسرت ہے۔ اور وہ صرف یہ ہے کہ صلیب پارہ پارہ کر دی جائے۔

وذالک فردوسی و خلدی و جنتی
فادخلن ربی جنتی انا اضجر

ترجمہ: یہی (کسر صلیب) میرا فردوس، میرا بہشت اور میری جنت ہے۔ اے میرے رب! تو مجھے میری جنت میں داخل فرما۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان متضرعانہ دعاؤں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بشارتیں دی گئیں اس پر آپؑ نے نہایت مسرت سے اعلان فرمایا

و واللہ یبدو فی البلاد امامنا
امام الانام المصطفیٰ المتخیر

ترجمہ: بخدا وقت آتا ہے کہ دنیا بھر میں ہمارے سید و مولیٰ برگزیدہ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کی جائے گی۔

فارسی زبان میں نصرت اسلام کے لئے دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کرتے ہوئے فارسی زبان میں عرض کیا:

یا الٰہی باز کے آید زتو وقت مدد

باز کے بینم آں فرخندہ ایام و سنیں
اے خدا زود آؤ برما آب نصرت ہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن زآیات مبیں

کریما صد کرم برکسے کو ناصردین است
بلائے اوبگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار اورا اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کاروبار و حال او جنت شود پیدا

خون دیں بینم رواں چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مرداں رامہر آں دلدار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ اورا فکر دین احمد مختار نیست

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو پایۂ قبولیت جگہہ دی اور فرمایا:

"رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد" (تذکرہ)

اس خوش خبری کو پاکر آپؑ نے ساری دنیا کو بتا دیا کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی ترقی کے دن آنے والے ہیں۔ فرمایا:

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

ایں زمانم زمانہ گلزار
موسم لالہ زار و وقت بہار
(درثمین)

اردو زبان میں ادعیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متضرعانہ دعاؤں میں سے اردو زبان میں چند دعائیں یہ ہیں:-

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن برخلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے
سب جھوٹے دیں مٹادے میری دعا یہی ہے

اے مرے یار یگانہ اے میری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن
پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

—OO—

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پہ رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
اے مرے پیارے فدا تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
کیا سلائیگا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گیا اس قوم پر وقت خزاں اندر بہار
اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار
اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سدھار
اے خدا شیطان پر مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پناہ فوج ملائک کو اتار
بستر راحت کہاں ان فکر کے ایام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شبہائے تار
لشکر شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا اے میرے یار
نسل انساں سے مدد اب مانگنا بے کار ہے
اب ہماری ہے تری درگاہ میں یارب پکار
دین و تقویٰ گم ہوا جاتا ہے یارب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار
میرے آنسو اس غم دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار
اے مرے پیارے مجھے اس سیل غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

خدائی تجلی

خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد"۔ (تذکرہ)

کہ اسلام ضرور غالب ہوگا اور سچے مسلمانوں کو عظمت و بزرگی ضرور حاصل ہو کر رہے گی۔ یہ آسمانی تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے پرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

پھر آپ نے فرمایا:

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے بادصبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

(درثمین اردو)

آسمانی بشارتیں

اب میں ان بشارتوں اور پیش گوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے غلبہ کے بارے میں فرمائی ہیں۔ مختصراً یوں ہے کہ آپ نے دعویٰ ماموریت کے بعد پہلی ہی تصنیف کردہ کتاب میں پرشوکت اعلان فرمایا:

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"۔ (فتح اسلام)

پھر ازالہ اوہام میں فرمایا:

"اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا"۔ (ازالہ اوہام)

پھر غلبہ توحید کے لئے پرجلال پیش گوئی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

"میں ہردم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے۔ ...... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہونگے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ میں اگر چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔ (الاشتہار مستیقنا بوحی اللہ القہار۔ (مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

حضورؑ نے اپنی آخری بڑی تصنیف چشمہ معرفت میں اعلان فرمایا:

(الف) "خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ از سر نو تازہ کیا جائے۔ اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے"۔ (چشمہ معرفت)

(ب) "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کی جنگ ہوگی اور دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرے گا تا اس کو نابود کر دے اور لوگ اسی جنگ و جدال میں مشغول ہونگے کہ اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گیا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا جو اس کی آواز کو پا کر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت کرے گا۔ اس آواز کے ساتھ خدا تعالیٰ تمام سعید روحوں کو ایک جگہ جمع کر دے گا تا کوئی اسلام سے محروم نہیں رہے گا مگر وہی جس کو شقاوت ازلی نے روک رکھا ہوگا۔ پس یقیناً سمجھو کہ وہی دن ہیں جو خدا کے دن کہلاتے ہیں"۔ (چشمہ معرفت)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایماء کے مطابق ۱۹۰۲ء میں اسلام کے کامل غلبہ اور سچے مسلمانوں کی عالمگیر ترقی کے لئے آخری مدت بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے:۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت ناامید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین)

اللہ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے وعدوں کو جلد پورا فرمائے اور ہم سب کو اور ہماری نسلوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ ربنا و آتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک و لا تخزنا یوم القیامۃ۔ انک لا تخلف المیعاد۔ آمین یا رب العالمین۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ٭ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

کے

بعض فکر انگیز علمی کارنامے

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب۔ لاہور)

انیسویں صدی میں جب فطرت کی آواز یہ پکار رہی تھی ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ (بانگِ درا)

تو تقدیرِ الٰہی کے ماتحت اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی دُنیا میں تشریف لائے اور علمی و اخلاقی و روحانی انقلاب کا خمیر اُٹھایا۔ اِس مضمون میں علمی کارناموں کا تذکرہ مقصود ہے۔

غیروں کا اِعتراف

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عظیم الشان علمی کارناموں کی کسی قدر تفصیل بیان کرنے سے پہلے مضمون کی ابتداء ہی میں بعض اہلِ علم غیر از جماعت حضرات کے اُن تاثرات اور مشاہدات کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا جن کا اظہار ان حضرات نے حضور کی وفات پر حضور کی تصانیف اور علمِ کلام کے بارہ میں کیا۔

ا۔ جنابِ مرزا حیرت دہلوی اخبار "کرزن گزٹ" یکم جون ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں :۔

"ایک محقق ہونے کے ہم اِس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رَدّ میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفینِ اسلام کو دیئے گئے ہیں آج تک معقولیّت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا...."

ب۔ امرتسر کے مشہور اخبار "وکیل" نے تحریر کیا :۔

"مرزا صاحب کی رحلت نے اُن کے بعض مُعتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں روشن خیال مسلمانوں کو، محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اُس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا..... مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔"

(اشاعت جون ۱۹۰۸ء)

اشد ترین مخالف کا خراجِ تحسین

جناب مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اہلحدیث فرقہ کے چوٹی کے عالِم اور مذہبی لیڈر تھے اور بعد میں سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اشد ترین مخالف بن گئے تھے، حضور کی بے نظیر تصنیف "براہینِ احمدیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :۔

"یہ کتاب اِس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں ..... ہمارے اِن الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔" (رسالہ "اشاعۃ السنۃ" جلد ۶)

پس اغیار اور مخالفین کی محولہ بالا تحریرات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت عین ضرورتِ زمانہ کے مطابق ہوئی اور حضور کے قلمی و لسانی جہاد کے نتیجہ میں دیگر تمام ادیان کے مقابل قرآن مجید کی کامل تعلیم کی فضیلت، سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت اور دینِ حق کی برتری کا پورے طور پر اظہار ہو گیا۔ حضور فرماتے ہیں ؎

مَیں وہ پانی ہُوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہؤا دِن آشکار (دُرِّثمین)

لیکچر "اِسلامی اصول کی فلاسفی"

دسمبر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک مذاہبِ عالَم کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس میں تمام مذاہب کے نمائندگان کو چند مقررہ سوالوں کے جواب اپنی مذہبی کتب یا تعلیمات کی روشنی میں پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس کانفرنس میں دوسرے مسلمان نیز سناتن دھرم، برہمو سماج، آریہ، سِکھ، فری تھنکرز ریلیجن آف ہارمنی اور تھیوسافیکل سوسائٹی کے نمائندہ اصحاب نے اظہارِ خیال کیا۔ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کانفرنس کے انعقاد سے پہلے ایک اشتہار کے ذریعہ یہ اعلان شائع فرمایا :۔

"جلسۂ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اُس میں اِس عاجز کا مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے بَرتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اِس میں قرآن شریف کے وہ حقائق و معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور ربّ العٰلمین کی کتاب ہے ..... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اِس میں سچائی اور حِکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں..... ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں، خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اَور۔"

(اشتہار مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء)

چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا لیکچر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سُنایا۔ چونکہ مضمون ایک روز میں پورا نہیں ہؤا اِس لئے سامعین کے اصرار پر جلسہ کے منتظمین کو ایک دن جلسہ کی کارروائی کے لئے بڑھانا پڑا اور تمام سامعین نے اور اُس زمانہ کے تمام مشہور اخباروں نے برملا تسلیم کیا کہ حضور کا مضمون سب سے بالا رہا۔ اخبار "جنرل و گوہر آصفی" کلکتہ نے اپنی اشاعت ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ :۔

"اگر اِس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے رُوبرو ذِلّت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدّس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اِس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اُٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے، بالا ہے۔"

"اٰخَرِیْنَ" اور یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

سورۃ الجمعہ کی ابتداء میں جو چار عظیم الشان صفاتِ الٰہی :

اَلْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ

مذکور ہیں۔ اِن صفاتِ الٰہیہ کی ظلّیت میں سیدنا و مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چاروں مقاصد اگلی آیتِ مبارکہ

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

میں بیان ہوئے ہیں۔ پس یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ کا خاص تعلق صفاتِ الٰہی اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی اُڑ کر چلا جائے گا تو ایک فارسی الاصل مردِ خدا اُسے واپس لے آئے گا چنانچہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے ذکر کے ساتھ بھی قرآن مجید میں الٰہی صفات اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ کا بھی دوبارہ ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اٰخَرِیْنَ میں بعثتِ ثانیہ کے ذریعہ صفاتِ الٰہی اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ کے ماتحت

یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

کے کارناموں کا خاص طور پر ظہور مقدر تھا۔

لاریب سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علمی کارناموں کا بے شمار پہلوؤں سے تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔ حضور کا پورا کلام خواہ وہ نثر میں ہے یا نظم کی صورت میں اور خواہ کسی بھی موضوع پر، وہ ہر پہلو سے اچھوتا، بے حد سحر انگیز اور دلوں پر شدید گہرا اثر چھوڑنے والا کلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور ان مسلّمہ امور پر بھی کچھ بیان فرماتے ہیں جیسا کہ ہستی باری تعالیٰ یا صداقت سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تو ان امورِ واقعہ اور مسلّمہ موضوعات پر سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کلام فی زمانہ دیگر تمام مشاہیر علماء اور مردانِ سخن کے مقابل نہ صرف بہت نمایاں، بہت ممتاز اور بے مثال نظر آتا ہے بلکہ حضور کے کلام کو پڑھ اور سُن کر رُوح وجد میں آجاتی ہے اور ذہن و دماغ کیف و سرور کی ایک عجیب کیفیت میں گم ہو جاتے ہیں۔

اب ذیل میں ایک مختصر خاکہ حضور کے علمِ کلام کا مختلف عنوانات کے ماتحت پیش کیا جاتا ہے:۔

وجودِ باری تعالیٰ

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ وہ اب بھی بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ وہ اب بھی سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا ..... اُس کی تمام صفات اَزلی اَبدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اُس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا، اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا، اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا، اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک مُلک کا، اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے، اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضُعف سے، اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں اور اُس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔ اور تمام رُوح اور اُس کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور اُن کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اُس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اُس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پاسکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں اُن کو دکھلاتا ہے۔ اِسی سے وہ شناخت کیا جاتا ہے اور اِسی سے اُس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔"

(الوصیت)

ضرورتِ الہام اور حقیقتِ الہام

چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانے کے بعد یقینی طور پر انسان اپنے خالق اور مالک اور معبودِ حقیقی سے زندہ تعلق قائم کرنا چاہے گا۔ تو اِس میدان میں رہنمائی کے لئے حضرت امام الزمان نہایت عام فہم طریق پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"..... تم دیکھتے ہو کہ اِس زمانہ میں تمہارے جسم کے لئے غذا اور پانی دونو موجود ہیں۔ یہ نہیں کہ فقط کسی پہلے زمانہ میں تھیں اور اب نہیں ہیں۔ مگر جب الہام اور وحی کا ذکر آتا ہے تو پھر تم کسی ایسے پہلے زمانہ کا حوالہ دیتے ہو جس پر کروڑہا برس گذر چکے ہیں مگر موجود کچھ نہیں دکھلا سکتے۔ پھر خدا کا جسمانی اور روحانی قانونِ قدرت باہم مطابق کیونکر ہُوا؟ ..... تم اِس سے انکار نہیں کرسکتے کہ جسمانی خواہشوں کے سامان تو تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں مگر روحانی خواہشوں کے سامان تمہارے ہاتھ میں موجود نہیں بلکہ صرف قصّے تمہارے ہاتھوں میں ہیں، جو بودے اور باسی ہو چکے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اِس زمانہ تک تمہارے جسمانی چشمے بند نہیں ہوئے جن کا تم پانی پی کر پیاس کی جلن اور سوزش کو دُور کرتے ہو اور نہ جسمانی کھیتوں کی زمین ناقابلِ زراعت ہوگئی ہے جن کے اناج سے تم دو وقت پیٹ بھرتے ہو مگر وہ روحانی چشمے اب کہاں ہیں جو الہامِ الٰہی کا تازہ پانی پلا کر روحانی پیاس کی سوزش دُور کرتے تھے؟ اور اب وہ روحانی اناج بھی تمہارے پاس نہیں ہے جس کو کھا کر تمہاری رُوح زندہ رہ سکتی تھی۔ اب تم گویا ایک جنگل ہو جس میں نہ اناج ہے اور نہ پانی ہے۔"

(چشمۂ معرفت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ و مقام

لاریب اللہ تعالیٰ نے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انسانیت کے انتہائی اعلیٰ وارفع مرتبہ پر اور اپنے انتہائی مقامِ قُرب سے سرفراز فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی رشتۂ محبت اور فدائیت کا مقام عطا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی بھی سخن ور یا اہلِ قلم کی تحریر یا اُس کا کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور آنحضرتؐ کے مرتبہ و مقام کے بیان میں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریر و تقریر کے ایک پاسنگ کا درجہ بھی نہیں رکھتا۔ بطور نمونہ حضرت اقدس کی بعض کتب سے چند اقتباس حسبِ ذیل نقل کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"وہی رسولؐ، ہاں وہی آفتابِ صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریّت اور فسق و فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا ..... جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دُنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دُنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔"

(تبلیغِ رسالت جلد ششم)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب)

عظمتِ قرآن مجید

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جماعتِ احمدیہ کو بالخصوص اور دوسرے مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید کی ضرورت اور عظمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے، بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اِس لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اُس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ سارے کمالات

اِس میں موجود ہیں کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قُدسی اور کمالِ باطنی اُس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے اُسی قدر قوت اور شوکت اُس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوُا اور نہ آئندہ ہوگا اِس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوُا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔"
(ملفوظات جلد سوم)

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محولہ بالا تحریرات محض بطور نمونہ نقل کی گئی ہیں ورنہ نہ صرف اِن موضوعات پر حضور کی تمام تحریرات اور حضور کے ملفوظات کا ذخیرہ بلکہ دوسرے اہم موضوعات مثلاً احمدیت کے اصولی عقائد، سُنّت وحدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکۃ اللہ، دعا، توبہ و استغفار، نجات، بعث بعد الموت، جنّت و دوزخ، انسانی پیدائش کا مقصد، انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتیں، قضاء و قدر وغیرہ پر حضور کی دلکش اور مسحور کُن تحریرات کے مطالعہ سے علم و صداقت کی پیاسی رُوحوں کو تسکین اور تحقیق و تدقیق کے نئے نئے راستوں کے متلاشی احباب کو ہر پہلو سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

اِس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعاوی، حضور کی تعلیم اور حضور کے اپنے الفاظ میں جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض کے بارہ میں بھی بعض حوالے پیش کئے جائیں۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ اور دلائل

حضور اپنے دعویٰ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"اِس (یعنی چودھویں۔ناقل) صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے آنیوالا تھا وہ میں ہی ہوں، تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پاکر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں۔ اور..... بذریعہ وحیِ الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمّت کے لئے ابتداء سے موعود تھا.....جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطباتِ رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اِس بارے میں ہوئے کہ شک و شُبہ کی جگہ نہ رہی۔"
(تذکرۃ الشہادتین)

نیز اِس سوال کے جواب میں کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کے لئے کون سے قرائن موجود ہیں، حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اِس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالبِ حق کے لئے بطور علامات اور قرائن کے ہیں:-

(۱) اوّل وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تواترِ معنوی تک پہنچ گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دے گا اور اس کی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اُس کو لے آوے گا۔ اِس پیشگوئی کی رُو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیش قدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوُا۔ اِس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیثِ صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہورِ مسیح ہے۔ پس کیا اِس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے؟ میں نے اِس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوُا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں اور صدہا بزرگوار صاحبِ الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

(۲) اِس بات کو بھی سوچنا چاہئیے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اِس احقر کے اَور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے اور مُلہم اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ تو اِس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو.....

(۳) تیسری علامت اِس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اِس عاجز سے بہت سے سال پہلے اِس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے یہاں تک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال بتصریح بتلایا ہے جیسا کہ "نشانِ آسمانی" میں لکھ چکا ہوں۔

(۴) چوتھی علامت اِس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اِس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کے لئے مذاہبِ غیر کی طرف روانہ کئے۔ بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہوگا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو مگر سب پر حق کا رُعب چھا گیا۔

(۵) پانچویں علامت اِس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں۔ ان کے مُلہموں کو چاہئیے کہ میرے مقابلہ پر آویں۔ پھر اگر تائیدِ الٰہی میں اور فیضِ سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کارد سے چاہیں مجھے ذبح کر دیں، مجھے منظور ہے۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام)

حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میں اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے..... سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اِس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا سو میں اِن ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"
(کتاب البریّہ)

حضور ایک اَور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دَب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جو اَب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگادوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"
(لیکچر لاہور)

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض اور جماعت کو نصائح

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض کے بارہ میں سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے جو اِس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اِس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دُنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اِس زمانہ میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اُسے قائم کرے..... اِس لئے اللہ تعالیٰ کی غرض اِس جماعت سے یہ ہے کہ گم شدہ معرفت کو دوبارہ دُنیا میں اِس جماعت کے ذریعہ قائم کر دے۔"
(تقریریں)

اور حضور کی تمام کتب، تحریرات اور ملفوظات میں جماعتِ احمدیہ کے لئے موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے اعتبار سے بے شمار اور بیش قیمت نصائح کے خزانے موجود ہیں۔ اِس جگہ صرف ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں، خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو مَیں یہ کہہ کر فرضِ (دعوتِ حق) سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اِس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اِس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُنیا کی لالچ میں پھنسا ہوُا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا اِلتزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بداثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات نہیں مانتا اور اُن کے تعہّدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود ...... نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغگو، جعلساز اور اُن کا ہمنشین اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں، تم اِن زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی......" (کشتی نوح)

نیز سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اُس عظیم الشان قلمی، لسانی اور علمی جہاد کا صحیح اندازہ جو شدید دشمن اسلام جماعتوں یعنی آریوں اور عیسائیوں کے مقابل ظہور میں آیا، حضور کی تمام تقاریر اور تحریرات کے مجموعی مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں اِس ضمن میں بطور نمونہ حضور کی چند تحریرات کو پیش کیا جاتا ہے:۔

عیسائیت کے خلاف جہاد

جہاں تک عیسائی عقائد کے بطلان، نیز قرآن مجید اور دینِ حق کی تعلیمات کا انجیل کی تعلیمات سے مقابلہ و موازنہ کا تعلق ہے ان امور کے متعلق سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات سے تفصیل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اِس جگہ بہت اختصار کے ساتھ حضور کی بعض اُن تحریرات اور تحقیقات کا ذکر کیا جائے گا جن کا عیسائی دُنیا کے پاس کوئی جواب نہیں اور ایک معمولی عقل کا آدمی بھی حضور کے ارشادات کی روشنی میں حق و باطل میں بخوبی امتیاز کر سکتا ہے۔

(د) سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور آپ کے صلیبی موت سے بچ جانے کے بعد ہجرت کر کے کشمیر آ جانے اور کشمیر میں طبعی وفات پانے، نیز سرینگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار کی موجودگی ثابت کر کے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے یہودیوں کے اُس اتہام کو دُور کر دیا کہ نعوذ باللہ آپ صلیبی موت کی وجہ سے لعنتی وجود تھے۔ دوسری طرف عیسائیت کے مسئلہ کفارہ کو بھی ہمیشہ کے لئے باطل ثابت کر دیا کیونکہ حضرت مسیح ناصریؑ کی جس مزعومہ قربانی (یعنی صلیب پر وفات پانے) پر اِس مسئلہ کی بنیاد ہے جب وہ واقعہ غلط ثابت ہو گیا تو اُس مفروضہ واقعہ پر مبنی تمام دعاوی بھی بے بنیاد ثابت ہو گئے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں۔ اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک رُوح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اُس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قُرب سے دُور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہِ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے ...... اور یہ نہایت بدمنصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق سوچا گیا تھا...... لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیّت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاکِ کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خانیار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔" (رازِ حقیقت)

(ب) نیز حضور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرضی معجزات یعنی مُردوں کو زندہ کرنے کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"فرضی معجزات کے ساتھ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام متہم کئے گئے ہیں اس کی نظیر کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی یہاں تک کہ بعض جاہل خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہزاروں بلکہ لاکھوں مُردے زندہ کر ڈالے تھے یہاں تک کہ انجیلوں میں یہ مبالغہ آمیز باتیں لکھی ہیں کہ ایک مرتبہ تمام گورستان جو ہزاروں برسوں کا چلا آتا تھا سب کا سب زندہ ہو گیا تھا اور تمام مُردے زندہ ہو کر شہر میں آ گئے تھے۔

اب عقلمند قیاس کر سکتا ہے کہ باوجودیکہ کروڑہا انسان زندہ ہو کر شہر میں آ گئے اور اپنے بیٹوں پوتوں کو آ کر تمام قصے سُنائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچائی کی تصدیق کی مگر پھر بھی یہودی ایمان نہ لائے...... اور ظاہر ہے کہ ایسے مُردوں کے لیکچروں سے یہودی قوم کے لوگوں کے دلوں پر بڑے بڑے اثر ہوتے ہوں گے اور ہزاروں لاکھوں یہودی ایمان لاتے ہوں گے۔ پھر قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رَدّ کر دیا تھا...... اب عقلمند سوچے کہ کیا ایسے بزرگ اور فوق العادت معجزات کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا؟...... پس یقیناً سمجھو کہ ایسے معجزات محض بناوٹ ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم)

(ج) تمام عیسائی اور بالخصوص مغربی عیسائی دُنیا پر اتمامِ حجت کرنے والا اور سیدنا و مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور موجودہ عیسائیت کے مقابل "فتحِ عظیم" کا نشان جو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا وہ امریکہ کے ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی کی ہلاکت کا نشان ہے۔ ڈوئی نے امریکہ میں جھوٹا پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔ اُس نے کروڑوں روپیہ جمع کر لیا تھا اور ایک نیا شہر صیہون نامی آباد کر کے وہاں نہایت شان و شوکت کے ساتھ رہتا تھا۔ اُس نے سیدنا و مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور دینِ حق کی شدید مخالفت کو اپنا شیوہ بنا لیا تھا۔ جب اُس کو اِن حرکتوں سے باز رکھنے کے لئے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اُس کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو پہلے اُس نے جواب دینے سے گریز کیا مگر بعد میں لکھا کہ:۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا...... مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں اِن مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا؟ اگر مَیں ان پر پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے اخبار میں دسمبر ۱۹۰۲ء میں یہ اعلان شائع کیا تھا کہ:۔

"میرا کام یہ ہے کہ مَیں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آ جائے کہ مذہبِ محمدی دُنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا! ہمیں وہ وقت دکھلا۔"

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعا کے نتیجہ میں بالآخر اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی کا ظہور ہؤا اور ڈاکٹر ڈوئی بصد حسرت و ناکامی نہایت عبرت ناک حالات میں اِس دُنیا سے رخصت ہوگیا۔ سیّدنا حضرت اقدس ڈوئی اور اُس کے انجام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہوکر امریکہ میں جاکر ایسے شخص کے حق میں پُورا ہؤا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا...... یہ شخص اپنی دُنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا...... اور باوجود اِس عزّت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اُس کو حاصل تھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ہؤا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا۔ اور پھر عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہوسکتا۔ اُس کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی..... اور ہر ایک ذِلّت اُس کو نصیب ہوئی اور آخرکار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہوگیا اور حواس بجا نہ رہے..... آخرکار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دُکھ کے ساتھ مَر گیا..... اِس سے زیادہ کُھلا کُھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچّا کرتا ہے اَور کیا ہوگا؟ اب وہی اِس سے انکار کرے گا جو سچّائی کا دشمن ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی)

آریوں کی ہدایت کے لئے عظیم الشّان نشان

اِسی طرح ہندوستان میں ایک شوریدہ سر گستاخِ رسولؐ آریہ لیکھرام نامی بھی جو پشاور کا رہنے والا تھا سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعا کے نتیجہ میں ہلاک کیا گیا کیونکہ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ حق کے خلاف دشنام دہی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور بُروز اور حضرت امام الزّمان کی آواز پر کان نہ دھرا بلکہ بدزبانی اور گستاخی میں بڑھتا گیا۔ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس شخص کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"واضح ہو کہ اِس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ...... اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اِس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اُن کی قضاء و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں کی جائیں۔ سو اِس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اِعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اِس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اُس کی نسبت جب توجّہ کی گئی تو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہؤا: عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ۔ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اِس کے لئے اِن گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض سزا اور رنج اور عذاب مقدّر ہے جو ضرور اس کو مِل کر رہے گا اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجّہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذابِ شدید میں مُبتلا ہو جائے گا۔ سو اَب مَیں اِس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اِس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہؤا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی رُوح سے میرا نُطق ہے۔ اور اگر مَیں اِس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بُھگتنے کے لئے تیار ہوں۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

اور جب یہ گستاخِ رسول اور بدزبان لیکھرام اپنی نہ ختم ہونے والی شوخیوں اور گستاخیوں کی پاداش میں ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں پیشگوئی کی میعاد کے اندر اور مقررہ علامات کے مطابق ہلاک کیا گیا تو حضور نے فرمایا کہ:-

"اِس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بُغض نہیں ہے۔ اگرچہ مَیں لیکھرام کے معاملہ میں اِس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے مَیں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مَرا۔ اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو مَیں اُس کے لئے دعا کرتا تا یہ بَلا ٹل جاتی۔ اُس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بَلا کے رَدّ کرانے کے لئے وہ مسلمان ہو جاتا۔ بلکہ صرف اِس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا۔" (حقیقۃ الوحی)

مخالف علماء و مشائخ کو دعوتِ مقابلہ

چونکہ مسلمانوں کے اکثر علماء اور مشائخ نے بھی سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شدید مخالفت کی تھی اور حضور پر کفر کے فتوے جاری کئے تھے اِس لئے حضور نے ان تمام مخالف علماء، فقراء اور مشائخ کو حق و باطل میں امتیاز کی خاطر دعوتِ مقابلہ دی تھی۔ اِس ضمن میں حضور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جو لوگ مسلمانوں میں سے فقراء کہلاتے ہیں اور مشائخ اور صوفی بنے بیٹھے ہیں اگر وہ .... ہمارے دعویٰ مسیحیّت کے مصدّق نہ ہو جاویں تو سہل طریق یہ ہے کہ ایک مجمع مقرر کر کے کوئی ایسا شخص جو میرے دعویٰ مسیحیّت کو نہیں مانتا اور اپنے تئیں مُلہم اور صاحبِ الہام جانتا ہے مجھے ... طلب کرے اور ہم دونو جنابِ الٰہی میں دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جنابِ الٰہی میں سچّا ہے ایک سال میں کوئی عظیم الشّان نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور معمولی انسانوں کی دسترس سے بلند تر ہو اس سے ظہور میں آوے۔ ایسا نشان کہ جو اپنی شوکت اور طاقت اور چمک میں عام انسانوں اور مختلف طبائع پر اثر ڈالنے والا ہو، خواہ وہ پیشگوئی ہو یا اَور کسی قِسم کا اعجاز ہو جو انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہو۔ پھر اِس دعا کے بعد ایسا شخص جس کی کوئی خارق عادت پیشگوئی یا کوئی اَور عظیم الشّان نشان ایک برس کے اندر ظہور میں آجائے اور اِس عظمت کے ساتھ ظہور میں آئے جو اِس مرتبہ کا نشان حریف مقابل سے ظہور میں نہ آسکے تو وہ شخص سچّا سمجھا جائے گا جس سے ایسا نشان ظہور میں آیا۔ اور پھر اسلام میں سے تفرقہ دُور کرنے کے لئے شخصِ مغلوب پر لازم ہوگا کہ اُس شخص کی مخالفت چھوڑ دے اور بلا توقف اور بلا تامّل اُس کی بیعت کر لے اور اُس خدا سے جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے، ڈرے۔"

(تریاق القلوب)

مگر افسوس کہ نام نہاد علماء، گدی نشینوں، پیروں اور مشائخ کہلانے والے طبقہ میں سے کوئی بھی سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعوتِ مقابلہ کو قبول کرنے کی جُرأت نہ کر سکا۔ حضور انتہائی دردمندانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کو اُن نوروں سے خاص کیا ہے جو برگزیدہ بندوں کو ملتے ہیں۔ جن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم کو شک ہو تو مقابلہ کے لئے آؤ اور یقیناً سمجھو کہ تم ہرگز مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ تمہارے پاس زبانیں ہیں مگر دل نہیں۔ جسم ہے مگر جان نہیں۔ آنکھوں کی پُتلی ہے مگر اُس میں نور نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہیں نور بخشے تا تم دیکھ لو۔" (فتح اسلام)

بے نظیر علمی تحقیقات

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قرآن مجید اور احادیث کی بہت سی پیشگوئیوں کے بارہ میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کے ازالہ نیز بہت سے نئے علوم و معارف سے دُنیا کو روشناس کرنے کے لئے ایک ضخیم علمی ذخیرہ بفضل اللہ تعالیٰ مہیّا فرمایا ہے۔ بطور نمونہ صرف دو امور کے بارہ میں حضور کی کتب سے چند اقتباس درج کئے جاتے ہیں:-

۱۔ یاجوج و ماجوج اور دجّال

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مختلف احادیث اور روایات کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ:-

"ایک طرف تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام دُنیا میں عیسائی قوم کا غلبہ ہوگا جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ صلیبی قوم کا اُس زمانہ میں بڑا عروج اور اقبال ہوگا۔ ایسا ہی ایک دوسری حدیث سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ اُس زمانہ میں رومیوں کی قوّت اور کثرت ہوگی، یعنی عیسائیوں کی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رومی سلطنت عیسائی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ - اِس جگہ بھی رُوم سے مراد عیسائی سلطنت ہے۔ اور پھر بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت دجّال کا تمام زمین پر غلبہ ہوگا۔ اور تمام زمین پر بغیر مکّہ معظمہ کے دجّال محیط ہو جائے گا۔

اب ..... اگر دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا تو عیسائی سلطنت کہاں ہوگی؟ ایسا ہی یاجوج ماجوج جن کی عام سلطنت کی قرآن شریف خبر دیتا ہے وہ کہاں جائیں گے؟ سو یہ غلطیاں ہیں جن میں لوگ مبتلا ہیں..... واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ دونوں صفات یاجوج ماجوج اور دجّال ہونے کے یوروپین قوموں میں موجود ہیں۔" (چشمۂ معرفت)

۲۔ اُمُّ الْاَلْسِنَہ

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک اہم ترین تحقیق عربی زبان کے دُنیا کی تمام دیگر زبانوں کی ماں ہونے کے بارہ میں فرمائی۔ حضور نے اپنی مختلف کتابوں میں اِس بارہ میں روشنی ڈالی ہے لیکن خاص اِسی موضوع پر کتاب "مِنن الرحمٰن" شائع فرمائی۔ اور حضور نے اِس عظیم الشّان تحقیق کو اِس امر کے ثبوت کے طور پر پیش فرمایا ہے کہ قرآن مجید ہی منجانب اللہ وہ کامل اور آخری کتاب ہے جو دُنیا کی تمام قوموں کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" چونکہ قرآن مجید ایک ایسا لعلِ تاباں اور مہرِ درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزارہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں...

... اس میں یہ ایک عظیم الشّان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اِس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اَور کتاب کو نصیب نہیں۔ اور منجملہ اُن دلائل اور براہین کے جو اس نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں، ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اِس کتاب کو تالیف کیا ہے جو اُمُّ الْاَلْسِنَۃ کے پاک چشمے سے پیدا ہوتی ہے..... لہٰذا میں نے اِسی غرض سے اِس کتاب کو لکھا ہے کہ تا اوّل بعونہٖ تعالیٰ تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کروں اور پھر بعد ازاں زبانِ عربی کے اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی ہونے کے دلائل سُناؤں۔ اور پھر عربی کی اس خصوصیت کی بناء پر کہ کامل اور خالص اور الہامی زبان صرف وہی ہے اِس آخری نتیجہ کا قطعی اور یقینی ثبوت دوں کہ الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور اَرفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی اُمّ الکتب ہے جیسا کہ عربی اُمّ الالسنہ ہے۔" (مِنن الرحمٰن)

اِس کے بعد عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے ثبوت کے طور پر حضور نے عربی کی پانچ بے نظیر خصوصیات کا اظہار اِن الفاظ میں فرمایا ہے کہ:۔

" عربی کے فضائلِ خاصّہ سے جو اِسی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کی ہم انشاء اللہ اپنے اپنے محل پر تشریح کریں گے اور جو اس کے اُمّ الالسنہ اور کامل اور الہامی زبان ہونے پر قطعی دلیل ہے، پانچ خوبیاں ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں:۔

پہلی خوبی: عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں۔ دوسرے لغات اِس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی: عربی میں اسماءِ باری اور اسماءِ ارکانِ عالَم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان اپنی اپنی وجہ تسمیہ میں بڑے بڑے علومِ حکمیہ پر مشتمل ہیں۔ دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

تیسری خوبی: عربی کے اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلۂ حکمیہ میں داخل کر کے اُن کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چوتھی خوبی: عربی کے تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔ یعنی زبانِ عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں خوبی: عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔"

(مِنن الرحمٰن)

۳۔ حضرت باوانانک مسلمان تھے

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک عظیم الشّان انکشاف یہ فرمایا کہ حضرت باوانانک جو سکھوں کے مقدّس وجود ہیں مسلمان تھے۔ چولہ باوا صاحب کے بارہ میں دریافت ہونے پر حضرت اقدس خود بہمراہ دس خدّام اس کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس پر آیاتِ قرآنیہ اور کلمہ طیّبہ لکھا ہُوا تھا۔ آپ نے اِس علمی انکشاف پر کتاب ست بچن تحریر فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں ؎

واہ رے زورِ صداقت خوب دکھلایا اثر
ہو گیا نانک نثارِ دینِ احمد سربسر

اعجازی تحریرات وخطبات

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

" اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار فرمایا۔" (بحوالہ تذکرہ)

لاریب کہ الٰہی تائید و نصرت کے نتیجہ میں حضور کو اعجازی تحریرات کا نشان عطا کیا گیا۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

" مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی، دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں ...... (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلۂ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی راہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحیٔ متلوّ کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اُس وقت مَیں اپنی حِس سے غائب ہوتا ہوں ...... اور یہ نشانوں کی قِسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔"

(نزول المسیح)

اِسی عظیم الشّان الٰہی سلوک کی بناء پر حضور نے اپنے مخالف علماء کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا مگر کوئی بھی حضور کے مقابلہ کی جرأت نہ کرسکا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" یہی راز ہے جس کی وجہ سے مَیں ایک دُنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بُلاتا ہوں ورنہ انسان کیا چیز اور ابنِ آدم کیا حقیقت کہ غرور اور تکبّر کی راہ سے ایک دُنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے۔"

(نزول المسیح)

نیز غیب سے محض خارق عادت طور پر خدا تعالیٰ کی وحی کی راہنمائی کا ایک عظیم الشّان نشان وہ "خطبۂ الہامیہ" ہے جو عربی زبان میں فی البدیہہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زبانِ مبارک پر جاری کیا گیا۔ اِس کے بارہ میں حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدِ اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہُوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو، تمہیں قوّت دی گئی..... جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبۂ الہامیہ رکھا گیا، لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد دوسَو کے قریب ہوگی۔ سُبحان اللہ، اُس وقت ایک غیبی چشمہ کُھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا..... یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔"

(حقیقۃ الوحی)

سِلسلۂ احمدیہ کا مُستقبل

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ انتہائی دردمندانہ رنگ میں مگر بڑے زور کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

" خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کرچکا اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دُنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو!

جو میری آواز سُنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اِس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شاملِ حال ہو رہی ہے اور اِس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ ..... اے بندگانِ خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟"

(تتمہ حقیقۃ الوحی)

نیز حضور نے الٰہی تائیدات کا تعلق اپنے سِلسلہ کے ساتھ تا قیامت جاری رہنے کی بشارت دی۔ حضور فرماتے ہیں کہ :۔

" سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے ..... سو اَب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے اِس لئے ..... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سِلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ..... سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے، تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔"

(الوصیّت)

اور آخر میں یہ عاجز و ناچیز دُنیا میں سِلسلہ احمدیہ کے آخری اور دائمی غلبہ کے متعلق پیشگوئی پر مشتمل سیّدنا حضرتِ اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک پُرشوکت تحریر پر اِس مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ :۔

" اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان کو بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حُجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دِن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

اِصلاحِ بین النّاس کیلئے دُعائیں

(۱) اَے خداوند قادرِ مُطلق! اگرچہ قدیم سے تیری یہی عادت اور یہی سنّت ہے کہ تُو بچّوں اور اُمیّوں کو سمجھ عطا کرتا ہے اور اس دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کی آنکھوں اور دلوں پر سخت پردے تاریکی کے ڈال دیتا ہے۔ مگر مَیں تیری جناب میں عجز اور تضرّع سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے بھی ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا۔ جیسے تو نے بعض کو کھینچا بھی ہے۔ اور ان کو بھی آنکھیں بخش۔ اور کان عطا کر۔ اور دل عنایت فرما۔ تا وُہ دیکھیں اور سُنیں اور سمجھیں۔ اور تیری اس نعمت کو جو تو نے اپنے وقت پر نازل کی ہے۔ قدر پہچان کر اس کے حاصل کرنے کے لئے متوجّہ ہو جائیں۔ اگر تُو چاہے۔ تو تُو ایسا کر سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی بات تیرے آگے انہونی نہیں آمین ثم آمین۔ (ازالہ اوہام)

(۲) رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ - (تذکرہ صـ۴۷)

اے میرے ربّ العزت امتِ محمّدیہ کی اصلاح فرما۔

آڑے وقت کی دُعا

اے میرے محسن اور اے میرے خدا! مَیں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیّت اور پُرغفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گناہ پر گناہ دیکھا۔ احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتّع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں آمین ثم آمین۔ (از مکتوبات بنام حضرت خلیفہ اوّل صـ۲)

دُشمن کے شر سے محفوظ رہنے کی دعائیں

(۱) رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ

اے میرے ربّ العزت ہر ایک چیز تیری خدمت گذار ہے۔ اے میرے ربّ العزت

وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ (تذکرہ صـ۵۸۴)

تو میری حفاظت فرما۔ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما

(۲) رَبِّ احْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ

اے میرے ربّ العزت میری حفاظت کر۔ کیونکہ قوم نے

یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً - (تذکرہ صـ۶۷۸)

مجھے ہنسی اور تمسخر کی جگہ ٹھہرایا

بوسنیا، البانیہ اور مشرقی یورپ مشن فنڈ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء کو اس مبارک منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ اس فنڈ میں اس سال ایک ملین ڈالر اور اگلے سال پانچ لاکھ ڈالر جمع کرنے کا پروگرام ہے تا ان ممالک میں مشن ہاؤس اور مساجد بنائی جا سکیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں۔
اللہ تعالیٰ آپکے نفوس و اموال میں برکت دے۔ آمین

(ادارہ)

○

زمیں جب بھی ہوئی کربلا ہمارے لئے — تو آسمان سے اُترا خدا ہمارے لئے

انہیں غرور کہ رکھتے ہیں طاقت و کثرت — ہمیں یہ ناز بہت ہے خدا ہمارے لئے

تمہارے نام پہ جس آگ میں جلائے گئے — وہ آگ پھول ہے وہ کیمیا ہمارے لئے

بس ایک لَو میں اُسی لَو کے گرد گھومتے ہیں — جلا رکھا ہے جو اُس نے دیا ہمارے لئے

وہ جس پہ رات ستارے لئے اُترتی ہے — وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے

وہ نور نور دمکتا ہوا سا اِک چہرہ — وہ آئینوں میں حیا ہی حیا ہمارے لئے

درود پڑھتے ہوئے اُس کی دید کو نکلیں — تو صبح پھول بچھائے صبا ہمارے لئے

عجیب کیفیتِ جذب و حال رکھتی ہے — تمہارے شہر کی آب و ہوا ہمارے لئے

دیے جلائے ہوئے ساتھ ساتھ رہتی ہے — تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے

زمیں ہے نہ زماں نیند ہے نہ بیداری — وہ چھاؤں چھاؤں سا اِک سلسلہ ہمارے لئے

سخن وروں میں کہیں ایک ہم بھی تھے لیکن — سخن کا اور ہی تھا ذائقہ ہمارے لئے

عبیداللہ علیم
از "ویران سرائے کا دیا"

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میاں شمس الدین صاحب کا ایک واقعہ

میاں شمس الدین صاحب کے والد ماجد قاضی فضل الٰہی صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی استاد تھے۔ اور یہ قادیان میں قاضی یا ملاں تھے۔ میاں شمس الدین صاحب خود بھی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ اور خوشنویس بھی تھے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان کی غربت اور عیالداری پر رحم فرما کر آخر عمر تک ان کا کھانا اپنے ہاں رکھا ہوا تھا۔ اور مختلف طریقوں سے ان کی مدد کرتے رہتے۔ براہین احمدیہ کے مسودات کو خوشخط لکھنے کا کام بھی ان کو دے رکھا تھا۔ اور اس کی اجرت الگ ان کو دیا کرتے تھے۔ میاں شمس الدین صاحب ایک سادہ مزاج آدمی تھے۔ انہیں ایام میں جبکہ وہ اس خدمت کے لئے مقرر تھے۔ ایک مرتبہ لوہڑی کا تہوار آیا۔ یہ ہندوؤں کا ایک تہوار ہے۔ جس میں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں گھروں میں جا کر لوہڑی مانگتی ہیں۔ مسلمانوں کو اس تہوار سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔

اس دن جبکہ لوہڑی کا تہوار تھا۔ کچھ ہندو لڑکیاں اچھے کپڑے پہن کر اپنی رسم کے موافق گول کمرے کے آگے سے نکلیں۔ اس وقت گول کمرے کے آگے احاطہ نہ تھا۔ اور نہ صحن تھا۔ گول کمرہ میں پریس لگوایا گیا تھا۔ میاں شمس الدین صاحب نے کسی سے دریافت کیا۔ کہ آج کیا ہے۔ جب ان کو بتایا گیا۔ کہ لوہڑی کا تہوار ہے۔ تو انہوں نے جھٹ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں ایک درخواست لکھ کر پیش کر دی۔ کہ آج مجوس کا تہوار ہے۔ اور انعام چاہا۔ حضرت بانی سلسلہ باہر آئے۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ یہ تم نے کیا حرکت کی۔ آپ نے ان کے اس فعل کو پسند نہ فرمایا۔ مگر از راہ کرم کچھ دے دیا۔

جہاں تک مذہبی غیرت کا سوال تھا۔ اس حد تک آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مد نظر رکھ کر ان کو مناسب اور احسن طریق پر ایسے امور میں کسی قسم کی شرکت اور تعلق سے منع کیا۔ اور دوسری طرف جہاں تک سوال وعطا کا پہلو تھا۔ آپ نے پسند نہ فرمایا۔ کہ ان کے سوال کو رد کر دیں۔ میاں شمس الدین صاحب کے ساتھ حضرت صاحب نے یہ سلوک کیا۔ کہ جب تک وہ زندہ رہے۔ ان کو کھانا لنگر خانہ سے ملتا رہا۔ اور اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً نقدی سے بھی مدد فرماتے رہتے تھے۔ وہ آخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بچے کی تعلیم میں بھی مدرسہ تعلیم الاسلام میں سہولتیں مہیا کر دینے کا آپ نے ارشاد فرمایا ہوا تھا۔

خدام سے حسن سلوک پر جامع بیان

خدام سے حسن سلوک کے متعلق جس قدر واقعات اور حالات میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ اگرچہ یہ شمہ از شمائل اور قطرہ از دریا ہے۔ مگر ایک بصارت رکھنے والے عارف اور طالب کے لئے اس میں بہت بڑے سبق ہیں۔ اور وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی اور سیرت میں اپنے لئے ایک صراط مستقیم ہی نہیں۔ بلکہ ایک خدا نما طریق عمل پاتا ہے۔ میں اب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس خلق کے متعلق ایک جامع بیان کے طور پر تبصرہ کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ محض واقعات تک ہی یہ امر محدود نہ رہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کبھی خدام کو خواہ وہ آپ کے تنخواہ دار ملازم تھے یا آپ کے ساتھ سلسلہ بیعت میں خادم تھے۔ حقیر اور کم پایہ نہیں سمجھا۔ بلکہ انہیں اپنے کنبہ کا ایک فرد اور اپنے اعضاء کا ایک جزو یقین کیا۔ اور اپنے عمل سے ہمیشہ دکھایا۔ کہ کسی معاملہ میں بھی کسی قسم کی ہتک ان کی پسند نہیں کی۔ ان کو اپنے دوستوں اور خدام کا اس قدر پاس تھا۔ کہ وہ کسی دوسرے سے بھی ان کی ہتک سننا پسند نہ کرتے تھے۔ میرے لئے یہ ایک ایسی لذیذ داستاں نہیں۔ نہیں۔ ایمان و عرفان سے بھری ہوئی حقیقت ہے۔ کہ میں ہرچند چاہتا ہوں کہ ہر باب کو ایک محدود حصہ میں ختم کر دوں۔ لیکن پھر کوئی نہ کوئی بات آ کر واقعات کے اضافہ پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس جگہ اپنے خدام کے متعلق غیرت کا ذکر کرتے ہوئے مجھے یاد آ گیا۔ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان منحرف نے جماعت کے بعض بزرگوں پر اپنے خطوط میں حملہ کیا۔ تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسے نہایت سختی سے جواب دیا۔ اور جماعت کے معزز افراد کی عزت کو بچانے کے لئے اسے جماعت سے خارج کر دینا آسان سمجھا۔

آپ اپنے احباب و خدام پر ہمیشہ اعتماد کرتے تھے۔ اور ان پر حسن ظن رکھتے۔ ان کی دیانت و امانت پر بھروسہ فرماتے۔ آپ کی عادت میں نہ تھا۔ کہ خدام سے حساب کرتے رہیں۔ یا ان پر احتساب قائم کریں۔

دوست اور احباب تو بہت بڑی بات ہے۔ آپ اپنے ادنیٰ درجہ کے خدام اور ملازمین سے بھی یہی سلوک روا رکھتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اس خصوص میں لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمت اور وضیع فطرت جولاہوں کے لڑکے اندر خدمت کرتے ہیں۔ اور بیسیوں روپوں کے سودے لاتے۔ اور بارہا لاہور جاتے۔ اور ضروری اشیاء خرید لاتے ہیں۔ کبھی گرفت نہیں سخت نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے کیا قلب ہے' اور درحقیقت خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت جانتا ہے۔ جس نے خاص حکمت اور ارادہ سے انہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے خاص غور کی۔ اور ڈھونڈ کی ہے۔ آنکھ لگائی ہے۔ کان لگائے ہیں۔ اور ایسے اوقات میں ایک نکتہ چین ریویونویس کا دل و دماغ لے کر اس نظارہ کا تماشائی بنا ہوں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ میری آنکھ اور کان ہر دفعہ میرے ایمان اور عرفان کو بڑھانے والی بات ہی لائے۔ اتنے دراز عرصہ میں میں نے کبھی بھی نہیں سنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے۔ اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق بازپرس ہو رہی ہے۔"

(سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب صفحہ 28، 29)

خدام کے چھوٹے چھوٹے کام کی ہمیشہ قدر فرماتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔ ان کی محنت سے زیادہ دیتے۔ جن ایام میں کوئی کتاب یا رسالہ جلدی اور ضروری چھاپنا اور شائع کرنا مقصود ہوتا۔ اور راتوں کو کام ہوا کرتا تھا۔ تو جو لوگ حضرت صاحب کے ساتھ عملہ پریس یا کاتب کام کرتے ان کے لئے دودھ اور دوسری ضروری چیزیں خاص توجہ سے مہیا فرماتے۔ اور معمولی سے زیادہ اجرتیں دیتے۔ اور یہاں ان کی کارگزاری پر نہ صرف خوشی بلکہ شکریہ کا اظہار فرماتے۔ جن لوگوں نے ان آنکھوں ان ہاتھوں

اور اس زبان کو دیکھا ہے۔ اور حضرت صاحب کے عطایا کا لطف اٹھایا ہے۔ آج ان کو کوئی بھی خوش نہیں کر سکتا۔ اس زمانہ کے مقابلہ میں آج اجرتیں عام طور پر بھی زیادہ ہیں۔ اور لوگ بہت کچھ کما لیتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے پوچھا جائے۔ تو وہ اس عصر سعادت کی یاد کا اشکبار آنکھوں سے جواب دیتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ عفو اور درگزر سے جو کام لیتے تھے۔ اسے میں عفو اور درگزر کے باب میں بیان کر چکا ہوں۔ یہاں میں صرف اس قدر لکھ جانا چاہتا ہوں۔ کہ ایک طرف حسن کارگزاری پر خوشنودی اور انعام دیتے تھے۔ اور غلطیوں اور فردگزاشت پر معاف کر دیتے تھے۔ ان کے ساتھ محض ملازم یا خادم ہونے کی وجہ سے کبھی آپ اس قسم کا سلوک نہ فرماتے۔ جو شرف انسانیت کی ہتک کرنے والا ہو۔ بلکہ آپ ہمیشہ مساوات کا خیال رکھتے۔ اور حاضر و غائب کسی کی تحقیر نہ صرف خود نہ کرتے بلکہ کسی کو جرات بھی نہ ہوتی کہ کر سکے۔ ہر شخص کا نام عزت سے لیتے۔ اور جب موقع ہوتا۔ اس مساوات کا عملی اظہار مختلف صورتوں سے کرتے۔ تاکہ دوسروں کو آپ کے اس عمل سے اپنے بھائیوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرنے کا سبق ملے۔

اگرچہ اس مقام پر خدام سے حسن سلوک کے باب کو میں مختصر کر چکا تھا۔ اس لئے کہ تمام واقعات کی تفصیل آسان اور ممکن نہیں۔ لیکن ایک واقعہ مجھے ایسا یاد آگیا ہے۔ کہ میں اسے چھوڑ نہیں سکتا۔

مرزا اسماعیل بیگ صاحب کا واقعہ

مرزا اسماعیل بیگ صاحب جن کو بچپن سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم ہونے کی عزت حاصل ہے۔ اور جن کا ذکر پہلے بھی اسی سیرت میں آچکا ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ بڑے مرزا صاحب قبلہ کے ارشاد کی تعمیل میں بعثت سے پہلے مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے۔ تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ اور میں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا۔ لیکن جب آپ چلنے لگتے۔ تو آپ پیدل ہی چلتے مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا۔ کہ حضرت صاحب مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے۔ کہ کیوں؟

تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے سے شرم آتی ہے۔ ہم کو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی!!

مرزا اسماعیل بیگ کہتے ہیں۔ کہ جب قادیان سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے گھوڑے پر سوار کرتے۔ جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو میں اتر پڑتا اور آپ سوار ہو جاتے۔ اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے۔ تو پہلے مجھے سوار کراتے۔ اور بعد میں آپ سوار ہوتے۔ اور جب خود سوار ہوتے تو گھوڑا جس چال سے چلتا تو اسی چال سے چلنے دیتے۔ ایسا ہوتا گویا کہ باگوں کا اشارہ بھی نہیں ہوا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے عام خدام سے بھی کیسا اعلیٰ درجہ کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور سواری میں ان کو نصف کا شریک رکھتے۔ اور باوجود ان کے انکار کرنے کے بھی گوارا نہ کرتے کہ وہ پیدل چلیں۔ مساوات کی یہ بے نظیر شان ہے۔ یہ ایک ہی واقعہ نہیں۔ میں نے سوانح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں مرزا میراں بخش صاحب کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ غرض ہر طرح آپ اپنے خدام سے سلوک فرماتے۔ اور کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے تھے اور عام برتاؤ اور سلوک میں مساوات کے پہلو کو غالب رکھتے۔ خط و کتابت میں بھی آپ کے یہی امر ملحوظ رہتا۔ ہر شخص کو "اخویم" کے لفظ سے خطاب کرتے۔ اور عزت اور تکریم کے الفاظ سے یاد کرتے اور اپنی ذات کے لئے ہمیشہ خاکسار کا لفظ استعمال فرماتے۔ کوئی تحریر آپ کی ایسی نہیں ملے گی جس میں اپنے نام کو خاکسار کے ساتھ نہ لکھا ہو۔ آپ کی طبیعت پر خاکساری اور فروتنی کا بہت غلبہ تھا۔ بہت ممکن ہے سیرت کے کسی دوسرے مقام پر میں اس کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کروں۔ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں۔

۔ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

لیکن جب آپ اپنے خداداد رتبہ اور مقام کا ذکر فرماتے۔ تو اس وقت اپنی ہستی کو گم کر کے اس مقام کا اظہار اور اعلان فرماتے۔ اور اسی وجہ سے بعض کور چشموں کو ان بلند پایہ دعاوی سے دھوکہ لگتا۔ اور انہیں اس میں تعلی کی بو آتی۔ مگر یہ خود ان کا اپنا نقص اور قصور فہم تھا۔

الختصر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے خدام سے ہمیشہ حسن سلوک فرماتے۔ ان کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرتے۔ اور ان کی خوبیوں پر تحسین اور شکرگزاری۔ خدام ایسے آقا کی غلامی پر ناز کرتے ہیں۔ اور ان ایام کی یاد انہیں تڑپا جاتی ہے۔

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی کی کتاب سے ماخوذ

بچوں کے علاج معالجہ میں بڑی مستعدی سے کام لیتے

یوں تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معمول تھا۔ کہ ہر شخص کی ہر قسم کی مصیبت میں اس کے ساتھ ہمدردی فرماتے اور بیماروں کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ لیکن بچوں کے علاج معالجہ کے لئے شروع شروع میں آپ خاص اہتمام فرماتے۔ قادیان میں کوئی ہسپتال اور دواخانہ تو تھا نہیں حضرت حکیم (نور الدین) بھی بعد میں تشریف لائے۔ اور اس قسم کی ضرورتیں ہمیشہ لاحق رہتی تھیں۔ اردگرد کے دیہات کی مستورات اور قادیان کی عورتیں بھی اپنے بچوں کو علاج کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں لے آتی تھیں۔ آپ پوری شفقت اور توجہ سے ان کا علاج فرماتے۔ حضرت مخدوم اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا۔ اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے۔ اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے۔ اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال

نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں۔ جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ صاحب ایمان کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔"

دینی معاملات میں بچوں کے سوال کو بھی اہمیت دیتے تھے۔

جہاں حضرت بانی سلسلہ کا یہ معمول تھا۔ کہ وہ بچوں پر ہر طرح شفقت فرماتے۔ اور ان کو سزا دینے سے نہ صرف کراہت فرماتے بلکہ اگر کوئی سزا دے تو سخت ناپسند فرماتے۔ وہاں دینی امور میں آپ بچوں کے کسی ایسے فعل کو جو حضرت نبی کریم ﷺ یا قرآن کریم کی توہین کا موجب ہو برداشت نہ کرتے۔ جیسا کہ میں پیچھے کسی موقعہ پر لکھ آیا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو آپ نے مارا۔ اسی طرح اگر کوئی بچہ دینی معاملہ میں استفسار کرے۔ تو آپ کا یہ طریق نہ تھا۔ کہ محض بچہ سمجھ کر اس سے بے التفاتی کریں۔ اس کا جواب نہ دیں۔ اور یہ بھی نہ ہوتا۔ کہ اگر بچہ کوئی بات کہنا چاہے تو اسے روک دیں۔ برابر توجہ سے اسے سنتے۔ اس کے سوال کو اسی طرح اہم سمجھتے جیسے کسی بڑے ذی علم اور عمر رسیدہ انسان کے سوال کو مکرمی ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو حضرت قبلہ نانا جان میر ناصر نواب صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ حضرت اماں جان کے بھائی ہونے کی وجہ سے رشتہ اخوت رکھتے ہیں۔ ان کی ایک ذاتی روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی تالیف سیرت (-) میں اس طرح لکھی ہے۔

"جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لدھیانہ میں دعویٰ (-) شائع کیا۔ تو میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا۔ اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہیں تھی۔ ایک دن میں مدرسہ گیا۔ تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا۔ کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے (-) ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان کی تردید کی۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ (-) خیر جب میں گھر آیا۔ تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں (-) کہ آپ مسیح ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ میرا سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک کتاب کا نسخہ (جو آپ کی جدید تصنیف تھی) لاکر مجھے دے دیا۔ اور فرمایا۔ اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔"

سبق یاد نہ کرنے پر بچوں پر خفا نہ ہوتے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بچوں کو مارنے کے سخت خلاف تھے۔ تعلیمی معاملات میں مارنے والے استادوں کو پسند نہ فرماتے۔ حضرت صاحب نے اگرچہ خود باقاعدہ اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دی۔ لیکن ابتدائی ایام میں (-) خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (اپنے والد مکرم) سے فارسی کی بعض کتب مثلاً گلستان بوستان اور نحو اور منطق کے ابتدائی رسالے پڑھے تھے۔ خان بہادر نے مجھے بتایا کہ ان کا معمول تھا۔ کہ میں کتابیں سرہانے رکھ کر سو جایا کرتا تھا۔ بہت محنتی نہ تھا۔ لیکن سبق سمجھ لیا۔ اور کچھ یاد بھی رکھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ میرا آموختہ بھی سنا کرتے تھے۔ اور میں بھول بھی جاتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ پڑھنے کے متعلق مجھ سے ناراض ہوئے ہوں۔ یا مجھے مارا ہو۔

جب حضرت صاحب خدا کے منشاء سے (دعوت الی اللہ) کے کام میں مصروف ہو گئے۔ تو بچوں کی تعلیم کے متعلق دوسرے استادوں کی خدمات حاصل ہونے لگیں مجھے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ بچوں کی عربی تعلیم کے لئے آپ نے ایک کورس عربی بول چال کا تیار کرنا شروع فرمایا تھا۔ اور بچے نہایت خوشی سے اسے یاد کرتے تھے۔ بعد میں ایک کورس آپ نے بڑے آدمیوں کے لئے بھی تیار فرمانا چاہا۔ اور کچھ سبق لکھے بھی گئے تھے۔ مگر وہ سکیم کثرت کار کی وجہ سے ملتوی ہو گئی۔

محبت پدری کا مظاہرہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی اولاد سے جو محبت کرتے تھے۔ اور ان کا اکرام کرتے تھے۔ اس میں ایک راز یہ بھی تھا کہ آپ ان کو اللہ کا نشان یقین کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں کہ آپ کو دوسری شادی کا خیال بھی نہ تھا۔ اس شادی اور اس کے ذریعہ ایک خادم دین اولاد کی پیش خبری فرمائی تھی۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس برگ و بار سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ عام طور پر والدین کو اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے۔ اور بچوں کو والدین سے۔ اور جب بچے ایک سے زیادہ ہوں۔ تو بچوں میں یہ جذبہ بھی ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک سمجھتا ہی نہیں یقین کرتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ اور بعض اوقات بچے اپنی بچپنے کی شان سے آپس میں اس محبت پدری و مادری پر مباحثہ بھی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کہتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس مظاہرے کا ایک واقعہ سیرت میں لکھا ہے۔ میں اسے نہایت اہم سمجھتا ہوں۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شفقت پدری کا ایک بہترین نمونہ، حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے۔ کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے۔ اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو۔ مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے۔ اور ان کی عادت تھی۔ کہ جب روتے تھے۔ تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے۔ اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دور ہو۔ مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا پرے پرے کھنچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے۔ اس لئے دور ہٹتا ہے۔ چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اور وہ پرے پرے کھنچتے تھے۔ اور چونکہ ہمیں معلوم تھا۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ اس لئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔"

ایک دوسری روایت میں حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ "جب ہم بچے تھے۔ تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں۔ ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو۔ اور آپ رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ تنگ نہ کرو۔"

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

(اولاد کے بارے میں)

اولاد کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خواہش و تمنا ایک دنیا دار کے حصول و مقاصد کی طرح نہ تھی۔ کہ وہ بہت بڑے عہدہ دار ہوں۔ یا ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر سونا اور دنیا کے متاع ہوں۔ آپ کی غرض واحد اور تمنائے اعظم محض یہ تھی۔ کہ وہ خادم دین ہوں۔ یہ امر آپ کی ان دعاؤں سے جو اولاد کے متعلق آپ نے کی ہیں۔ ظاہر ہے۔ اور واقعات بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔ میں اس جگہ دو واقعات لکھوں گا۔ جن میں سے ایک خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق ہے اور ایک حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے متعلق۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب شروع ہی سے نہایت سادہ مزاج اور مستغنی طبیعت تھے۔ طبیعت بالکل لاابالی واقع ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے واقعات میں ایک واقعہ حضرت اماں جان کی روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ

"ایک موقعہ پر جب تم بچے تھے۔ اور شاید دوسری جماعت میں ہو گے۔ کہ ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم اس وقت ایک چارپائی پر الٹی سیدھی چھلانگیں مار رہے اور قلابازیاں کھا رہے تھے۔ آپ نے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا دیکھو یہ کیا کر رہا ہے۔ پھر فرمایا۔ اسے ایم۔ اے کرانا"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اب ایم۔ اے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ پیشگوئی حضرت صاحب کی وفات کے بعد پوری ہونے والی تھی۔ اور حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت اماں جان کی زندگی میں ہونے والی تھی۔ میں اس وقت پیشگوئی پر بحث نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ اس کی طرف ایک اور نکتہ خیال سے گفتگو کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مقصد ایم۔ اے کرانے سے یہ ہرگز نہ تھا۔ کہ وہ حکومت میں کوئی بڑا عہدہ حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ یا اور کوئی دنیوی مفاد حاصل ہو گا۔ بلکہ حضرت صاحب یہ چاہتے تھے۔ کہ خدمت دین کے لئے بہترین موقعہ ان کو مل سکے گا۔ اس لئے کہ آپ کی اصل تمنا یہی تھی۔ اور آج واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ غرض اولاد کے متعلق آپ کا منتہائے نظر یہی تھا۔ کہ وہ خادم دین ہوں۔ اب میں ان دونوں واقعات کو درج کرتا ہوں۔ جن کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ (-) آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بھی عجیب ہے۔ جو آپ اندرون خانہ میں گزارتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں۔ یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے۔ جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرنس دے کر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ ان کو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ ایسا نہ ہو فیل ہو جاؤں۔

اس پر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا۔ کہ آپ دعا کریں کہ پاس ہو جاویں۔ اس پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ آب زر سے بھی لکھا جائے۔ تو اس کی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں۔ اور آپ کی پاک سیرت کو عیاں کر کے دکھاتے ہیں۔

فرمایا "ہمیں تو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ ہم ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتے۔ ہم کو نہ تو نوکریوں کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے۔ کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاویں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ علوم متعارفہ میں کسی قدر دستگاہ پیدا کر لیں۔ جو خدمت دین میں کام آئے۔ پاس فیل سے تعلق نہیں۔ اور نہ کوئی غرض"

ان فقرات پر غور کرو۔ کہ کیا کسی دنیا دار اور دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنی بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اس کے ارد گرد نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کی ضرورت ہے۔ کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے لئے ایسی امتحانی منزلوں کے طے کرانے کے لئے کس قدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہیں ڈرتے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ تو آپ کی زندگی میں آج سے بائیس تئیس سال پیشتر کا ہے ممکن ہے۔ کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہ کہہ اٹھے۔ کہ اس وقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پرواہ نہیں تھی۔ اس لئے ایسا فرمایا۔ لیکن میں ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں۔ جب کہ نہ یہ سلسلہ تھا۔ اور نہ اس قدر خدام گرد و پیش موجود تھے۔ بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے۔ اور گوشہ گمنامی میں اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب حال پنشنر ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ امتحان تحصیل داری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ عصر کی عبادت کا وقت تھا۔ آپ وضو کر رہے تھے۔ اس وقت مرزا سلطان احمد کا عریضہ ملا۔ آپ نے وضو کر کے اسے دیکھا۔ اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کر کے پھینک دیا۔ اور فرمایا۔

"میں ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔ مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے" اس کے بعد معاً آپ کو (الہی بشارت ملی) کہ پاس ہو جائے گا۔ یہ خدا کا فضل تھا۔

غرض جہاں تک آپ کی لائف میں نظر کرتے جاویں۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ملیں گے۔ مخدوم الملت حضرت مولانا عبد الکریم صاحب روایت فرماتے ہیں۔ کہ میاں محمود والا واقعہ سن کر میرے دل میں (-) اور بھی زیادہ مضبوط ایمان ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ جیسا میں ہر موقعہ پر دیکھتا ہوں۔ اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا۔ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے۔ محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے۔ اور نہ کبھی متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن فرمایا۔ کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے۔ طبیعت میں بہت کراہت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ یا کوئی شخص کسی ابتلاء میں محض دین کی خاطر مبتلاء ہوتا ہے اور ستایا جاتا ہے۔ اس وقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے۔"

اس وقت کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرت کا یہ واقعہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے لئے ایک (خبر) کا رنگ رکھے گا۔ حضرت میاں صاحب اس امتحان میں فیل ہوئے اور خدا کے حضور کامیاب ہو گئے۔

خدا تعالیٰ نے دعوت الی اللہ و اشاعت دین کا آپ سے وہ کام لیا۔ جو آج ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر اور اس کی حمد ہے۔ کہ ہم اس کے خدام میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس اولوالعزم کے ارادوں میں برکت دے۔ آمین۔

○○○

والدین واقفین نو کی رہنمائی کے لئے

پہلا دور PRE-NATAL PERIOD

۱. وقف کرنے سے قبل جملہ مسنون دعاؤں کے علاوہ میاں بیوی کو آپس کے تعلقات غیر معمولی خوشگوار بنانے ہوں گے ۔ باہمی تعاون اور محبت کی فضا قائم رکھنی ہوگی ۔ جذباتی تناؤ یا دباؤ بچے کے مزاج پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں ۔ باہمی اعتماد، محبت اور خلوص کے بغیر بچہ کی شخصیت ادھوری رہ جائے گی ۔

۲. نہ صرف میاں بیوی بلکہ خاندان کے دیگر افراد کو بھی اس کار خیر میں حصّہ لینا ہوگا ۔ ماں کو غیر ضروری انگیخت اور جذباتی تناؤ سے بچانا ہوگا اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہوگا ۔

۳. شہروں کے علاوہ گاؤں اور قصبوں میں بھی واقفین نو کی ماؤں کا میڈیکل چیک اپ کرنے کا باقاعدہ انتظام ہو ۔ متوازن غذا ۔ آرام ، ہلکی پھلکی ورزش وغیرہ کے سلسلہ میں انہیں ہدایات بھجوائی جائیں اور ان پر عمل کو چیک کیا جائے ۔ اگر میڈیکل مدد کی ضرورت ہو اور کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو اس کو مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ غذا تازہ پکی ہوئی ہو ۔ فرج میں زیادہ دیر تک رکھی ہوئی غذائیں نہ استعمال کی جائیں ۔

۴. ہونے والی ماؤں کو ایسا لٹریچر یا کیسٹز مہیا کی جائیں جس میں خاص طور پر ایسا مواد ہے جس سے ان کی تربیت بھی ہو ۔ خدا تعالیٰ سے محبت ۔ قرآن کریم سے عشق سلسلہ سے گہری وابستگی پیدا ہو ۔

قرآن کریم کی تلاوت جہراً کریں ۔ کیونکہ ایسے شواہد موجود ہیں کہ ایک ذہین جنین اپنی صلاحیت کے مطابق پیدائش سے قبل ہی بیرونی ماحول سے بہت کچھ اکتساب کر کے دنیا میں آتا ہے ۔ اور بعد میں تعلیمی و تربیتی ماحول کو سازگار بنانے میں مدد دیتا ہے ۔

۵. تحریک وقفِ نو کے سلسلہ میں جو خصوصیات حضور نے ان بچوں میں پیدا کرنے کی ہدایات دی ہیں وہ ماں باپ کو بار بار ذہن نشین کرنی ہوں گی تا کہ وہ خود بھی اس معیار پر آ جائیں جس پر بچہ کو لانا ہے اگر وہ خود ہی اس معیار پر قائم نہ ہوں گے تو بچہ کو کس طرح اس معیار پر لا سکیں گے ۔

۶. ہونے والی ماں کے کمرے میں ٹی وی سیٹ نہ رکھا جائے تاکہ تابکاری کے اثر سے بچہ محفوظ رہے ۔ اور ماں بھی ٹی وی کم سے کم دیکھے اور فاصلے پر بیٹھ کر دیکھے ۔

۷. کمرے میں خوبصورت بچوں کی تصاویر عموماً لگائی جاتی ہیں ۔ ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اور خلفائے سلسلہ و دیگر اکابرین سلسلہ کی تصاویر بھی لگائیں ۔

۸. ماں اور باپ دونوں تربیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ راہنمائی مانگیں ۔ اور یہ دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ نذر قبول فرمائے ۔

۲. دوسرا دور - پیدائش کے بعد - ایک سال کی عمر تک

INFANTILE PERIOD

ننھے بچے کے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ابھی بچہ ہے اُسے کچھ علم نہیں ۔ بچّہ کی حسیات بڑوں سے زیادہ تیز ہوتی ہیں ۔ وہ غیر محسوس طور پر ۔ بغیر کسی کوشش کے قدرتی انداز میں ماحول سے بہت تیزی کے ساتھ اکتساب کرتا ہے اس لئے مندرجہ ذیل خصوصیات بڑی آسانی سے ان میں پیدا کی جا سکتی ہیں ۔

پابندیٔ وقت :۔ ہر بچہ قدرتی طور پر صبح خیز ہوتا ہے ۔ وقت پر اُسے بھوک لگتی ہے اور حوائج ضروری سے بھی کم و بیش وقت پر ہی فارغ ہوتا ہے سوائے بیماری کے ۔ اس لئے اس مقررہ اوقات میں ہی اس کی ضروریات پوری کریں ۔ آپ وقت کی پابندی کریں گی وقت پر سلائیں گی اور وقت پر نہلائیں گی ۔ وقت پر دودھ دیں گی تو وہ اہم خصوصیت اس عمر سے ہی اپنا لے گا ۔

پاکیزگی :۔ پاکیزگی کا احساس قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بچہ جس وقت پیشاب یا پاخانہ کرے اُسے فوری طور پر دُھلایا جائے ۔ گاؤں وغیرہ میں مائیں اکثر کپڑے سے پونچھ ڈالنے پر ہی اکتفا کرتی ہیں ۔ اس سے جہاں پاکیزگی کا لحاظ متاثر ہوگا وہاں خارش اور بدبو پیدا ہوگی ۔ خارش کی وجہ سے بچہ یا تو جھنجھلائے گا روئے گا ۔ اگر کچھ بڑا ہے تو خارش کرنے کی کوشش کرے گا ۔ کھجانا بعض اوقات بُرے نتائج پیدا کر سکتا ہے ۔ مثلاً بڑے ہونے کے بعد جنسی بے راہروی ۔ نیز ڈائپر اور PAMPERS (پلاسٹک کے جانگیے) صرف اشد ضرورت کے وقت ہی استعمال کریں ۔ اس کی عادت بچہ میں پاکیزگی کا احساس پیدا نہیں ہونے دے گی ۔

نیز PAMPERS کے استعمال سے چلنا سیکھنے والے بچوں کی چال بگڑ جاتی ہے بطخ کی سی چال ہو جاتی ہے ۔ بچے پاؤں چوڑے کر کے چلنے لگتے ہیں ۔

ضد سے محفوظ رکھنے کے لئے :۔ دودھ کے مقررہ اوقات ہر بچہ میں مختلف ہو سکتے ہیں ۔ انفرادی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچہ کو رونے سے قبل ہی خوراک دے دینی چاہیئے ۔ ورنہ اس کو رو کر ہی دودھ مانگنے کی عادت پیدا ہو جائے گی (رونا غصّہ کی علامت بھی ہوتا ہے ۔ غصّہ میں دودھ پینا نظام انہضام میں خلل ڈال سکتا ہے) رو کر مانگنے سے ضد کی عادت پیدا ہونے کا احتمال ہے ۔

خود اعتمادی :۔ بچہ پہلا قدم اٹھائے تو گھبراہٹ کا اظہار نہ کریں ۔ اُسے کوشش کرنے دیں ۔ گرنے پر بھی تشویش کا اظہار نہ کریں ۔ ہائے کہہ کر اُسے خوفزدہ نہ کریں ۔

بہادری :۔ خوف سے محفوظ بچے ہی بہادر بن سکتے ہیں (بہادر لوگوں کی کہانیاں تو بعد میں پڑھ سکیں گے ۔)

خوف سے محفوظ رکھنے کے لئے والدین کو علم ہونا چاہیئے کہ بچہ کن چیزوں سے

خوف کھاتا ہے۔ تاکہ اس سے حفاظت کر سکیں۔

خوف کی ابتدا تین باتوں سے ہوتی ہے۔

(۱) **تیز آواز** :- جو اچانک پیدا ہو۔ مثلاً بچے کے پاس زور سے تالی بجانا کہ وہ چونک اُٹھے۔ کوئی سی SHRILLING آواز۔ زور سے دروازہ بند ہو جانا وغیرہ۔

بچے کو چونکا دینا اُسے خوفزدہ کر دینے کے مترادف ہے۔

(ب) **گرنے کا احساس** :- گرنے کا احساس بچوں میں SENSE OF INSECURITY عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیتا ہے اور یہ چیز بھی خوف کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے بچے کو ایک ہاتھ سے اُٹھانا مناسب نہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بچہ رو رہا ہے ماں نے جھلا کر ایک بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو بچہ اور زور سے رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے اس طرح اٹھایا جائے کہ وہ محسوس کرے کہ وہ محفوظ ہے۔

(ج) **تنہائی اور تاریکی** :- جب بچہ خود کو اکیلا محسوس کرے گا تو اُس میں خوف کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح تاریکی میں بھی وہ اس لئے خوف زدہ ہوگا کہ اسے ماں یا کوئی بھی نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے ماڈرن طریقے پر بچے کو اکیلے کمرے میں نہیں سلانا چاہیئے تاکہ جاگنے پر ماں کو نہ پا کر خوفزدہ نہ ہو جائے۔

دن کو بھی کام کرتے وقت ماں بچے کی نظروں کے سامنے رہے تاکہ اُسے احساس تحفظ رہے۔ اس طرح بچہ ماں کی نظروں کے سامنے بھی رہے۔

گہرا مشاہدہ :- بچوں کی یادداشت حیرت انگیز ہوتی ہے۔ بقول ارسطو بچہ کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے۔ جو لکھ دیا گیا انمٹ ہو گیا۔ لیکن جس طرح سلیٹ کو علم نہیں کہ اس پر کیا لکھا گیا۔ مگر لکھا گیا۔ اسی طرح بچہ نہیں جانتا کہ اس کے ذہن پر کیا کیا لکھا جا چکا ہے۔ کون کون سے نقوش قائم ہو چکے ہیں۔ جوں جوں وہ سمجھدار ہوتا جاتا ہے۔ وہ نقوش تجربات INTUITIONS اور تصورات کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں بچے کے مشاہدات اور معصوم تجربات اس طرح اس کے ذہن میں قائم ہو جاتے ہیں جس طرح کمپیوٹر میں FEED کر دیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ نفسیاتی تجزیہ PSYCHO-ANALYSES کے دوران بچہ کو پیدائش کا عمل بھی یاد آ جاتا ہے (تکلیف کے احساس کے طور پر) (TRAMATIC EXPERIENCE)

چند ماہ کا بچہ دوسروں کی نظریں پہچاننے لگتا ہے کہ کون اُسے خوش ہو کر دیکھ رہا ہے۔ جس کے جواب میں وہ مسکراتا ہے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے جو اُسے غصہ سے دیکھے یا اُسے توجہ نہ دے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ لیتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچہ سب کچھ دیکھتا سمجھتا اور رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے ہر کام ہر بات سوچ سمجھ کر اور احتیاط سے کرنی چاہیئے۔

غرض انفرادی اختلافات کے لحاظ سے بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس عمر سے ہی مندرجہ ذیل باتیں سیکھ لیتا ہے یا سیکھ سکتا ہے۔

۱۔ وقت کی پابندی
۲۔ پاکیزگی و طہارت (نفاست پسند بچہ گیلا ہوتے ہی رونے لگتا ہے)
۳۔ ضد نہ کرنا
۴۔ خود اعتمادی
۵۔ بہادری
۶۔ زبان سیکھنا
۷۔ ردِ عمل کا اظہار
۸۔ نقل کرنے سے سیکھنے کا رجحان

اسی عمر سے اس کا تعلیمی سلسلہ بھی شروع ہو جانا چاہیئے۔

تعلیمی سلسلہ :- چھوٹے چھوٹے جملے مذہبی اور اخلاقی قسم کے اس کے سامنے اکثر و بیشتر دہرانے شروع کر دینے چاہئیں۔ مثلاً "اللہ ایک ہے"، "ہم احمدی ہیں" وغیرہ

تربیتی سلسلہ :- دودھ پلاتے، کپڑے پہناتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا۔ پہلے دایاں ہاتھ دھلانا۔ پہلے دائیں پاؤں میں جراب یا جوتا پہنانا۔ پہلے دائیں آستین پہنانا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہوگی۔ ہوش آنے پر سکھانے میں زیادہ محنت اور وقت درکار ہوگا۔ شرعی اور اخلاقی کردار عملی تربیت سے راسخ ہوگا۔ مشہور ماہر نفسیات PAVLOVE کی زبان میں یہ چیز CONDITIONING کہلاتی ہے مثلاً دودھ پی چکنے کے بعد الحمد للہ کہے گی تو بچے کی یہ فطرت بن چکی ہوگی۔ بعد میں سکھانے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

روحانی تربیت :- سوتے وقت باآواز بلند سورۃ فاتحہ، تینوں قل اور درود شریف تین بار پڑھ کر اور سنت کے طور پر بچے پر پھونک ماردی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خود اللہ تعالیٰ بچے کی تربیت کا ضامن بن جائے گا۔ یاد رہے کہ انسان خود بچے کی تربیت نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ مدد نہ کرے۔ ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ان کے ہاں شادی کے سات سال بعد دعاؤں کے نتیجے میں بیٹا پیدا ہوا۔ ماں باپ نے اس پر بڑی محنت کی اور تہیہ کر لیا کہ ایسی تربیت کریں گے کہ چاند میں داغ ہے اس میں نہ ہوگا۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم نے تربیت کے معاملہ میں خدا کی ہستی کو بھلا دیا اور اپنی تربیت پر بھروسہ کر لیا۔ چنانچہ ساری محنت رائیگاں گئی۔ اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اخلاقی تربیت :- بچے کے ہاتھ میں کھلونا یا چیز دے کر اس سے دوسروں کو دلوانے کی کوشش کریں دے دینے پر پیار کریں۔ شاباش دیں۔ آہستہ آہستہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا (SHARE) کرنا سیکھ لے گا۔ ورنہ بچہ جبلی طور پر POSSESIVE ہوتا ہے۔ وہ کوئی چیز دینا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ دوسرے بچوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ بچے کے ہاتھ سے آپ خود بھی چیز چھیننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی چھری قینچی وغیرہ قسم کی چیز بھی پکڑے تو حکمت عملی سے حاصل کریں۔

امام مہدی کب ظاہر ہوگا

زمانہ عَنْ حُذَیْفَۃَ اِبْنِ یَمَانٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَ مِائَتَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَہْدِیَّ
(النجم الثاقب جلد ۲ ص ۲۰۹)

یعنی ۱۲۴۰ھ سال گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

ملک کا نام
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقام ہندوستان ہوگا۔

عِصَابَۃٌ تَغْزُوْ الْہِنْدَ وَہِیَ مَعَ الْمَہْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ

احمد نام کے امام مہدی کے ساتھ ہندوستان میں ایک ایسی جماعت ہوگی جو جہاد کرے گی یعنی تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے گی۔ (النجم الثاقب جلد ۲ ص ۱۳ و ۲۲)

علاقہ کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّہْرِ یُقَالُ لَہٗ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ ص ۴۷۱)

یعنی ایک شخص دعوئے امامت فرمائے گا جو ایک نہر کے پرے سے خروج کرے گا اور وہ زمیندار کہلائے گا۔ اسی طرح اس شخص کی خروج کی بستی کا نام بھی واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

گاؤں کا نام قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الْمَہْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَہَا کَدْعَۃُ وَیُصَدِّقُہُ اللّٰہُ
(بحار الانوار جلد ۱ ص ۱۹)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسی بستی سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق میں ان واضح پیشگوئیوں میں حضرت امام مہدی کا مقام ہندوستان میں ایک نہر کے ماوراء بمقام کدعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہندوستان میں دریائے راوی اور بیاس کے درمیان قادیان (کدعہ کی بگڑی ہوئی صورت) میں مبعوث ہوئے۔

ایک اور عظیم الشان علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ایک عظیم الشان علامت کے طور پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے ہیں
اِنَّ لِمَہْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ فِیْ اَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(دارقطنی جلد اول ص ۱۸۸)

یعنی ہمارے مہدی کے دو عظیم الشان نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک ظاہر نہیں ہوئے چاند کو گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات (یعنی ۱۳ رات) کو گرہن لگے گا اور اسی مہینے میں سورج کو گرہن لگنے کے درمیانی دن (۲۸ ویں دن) کو گرہن لگے گا۔ اور ایسا جب سے زمین و آسمان پیدا

ہوئے ہیں کسی مدعی مامور من اللہ کے وقت میں نہیں ہوا۔ چنانچہ اس عظیم پیشگوئی کے مطابق رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء وقت مقررہ پر سورج اور چاند کو گرہن لگا۔

جماعت کا نام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اپنی امت کی انتشار اور اختلافی کیفیت کے متعلق یوں پیش گوئی فرمائی تھی کہ

تَفَرَّقَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَسَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّہُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قِیْلَ مَنْ ہِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (مشکوٰۃ)

یعنی جس طرح بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں منقسم ہوگئے تھے اسی طرح میری امت بہتر فرقوں میں منتشر ہو جائے گی۔ ان میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی تمام فرقے ناری ہوں گے۔ اس وقت صحابہؓ کے دریافت کرنے پر کہ وہ فرقہ کون ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے لائحہ عمل کو اختیار کر کے اس کے مطابق عمل کرنے والے فرقہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی (ناجی) فرقہ قرار دیا تھا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لائحہ عمل کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں فرماتا ہے

قُلْ ہٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ
(یوسف آیت ۱۰۹)

تو کہہ دے کہ میرا اور میرے متبعین (صحابہ کرام) کا لائحہ عمل دعوۃ الی اللہ یعنی تبلیغ حق ہے۔ گویا کہ اس ناجی فرقہ کا لائحہ عمل تبلیغ حق ہوگا۔

ایک اور روایت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نجات یافتہ فرقہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ یعنی وہ ایک امام کے پیچھے مستحکم اور منظم جماعت ہوگی۔ فرمان نبوی لیس الجماعۃ الا بامام کے مطابق الجماعت کہلانے کا فرقہ صرف وہی ہوگا جو ایک امام کے پیچھے متحد اور متفق ہو اور من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ کے مطابق وہ امام مہدی امام الزمان اور مامور من اللہ ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں مذکورہ حدیث کی تشریح میں یوں مرقوم ہے
تلك اثنتان و سبعون فرقة كلهم فى النار والفرقة الناجية هم اهل السنة البيضاء المحمدية والطريقة النقية الاحمدية
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۰۴)

یعنی بہتر فرقے ناری ہوں گے اور ناجی فرقہ محمدی سنت پر عمل پیرا ہوگا اور وہ الطریقۃ النقیۃ الاحمدیۃ مقدس سلسلہ احمدیہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں
"ایں زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و مظہر ذات احد جل سبحانہ گردد"
یعنی اس زمانہ میں حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہوگا اور وہ (احدیت) خدا تعالیٰ کی احدیت کا مظہر ہوگا یعنی شرک کے خلاف سرگرم عمل ہوگا اور اُدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ کا مستحق ہوگا۔

گویا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے مہدی علیہ السلام کے بارے میں آپ کا نام، خاندان، حلیہ، گاؤں کا نام، ملک کا نام، آسمانی و زمینی علامات اور آپ کے ذریعہ قائم ہونے والی جماعت کا نام وغیرہ تک پورا ایڈریس اپنی امت کو بتا دیا۔ یہ ہمارے محبوب آقا سید المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت خاتم النبیین کا کس قدر امت پر احسان ہے۔

ان تمام علامتوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بطور امام مہدی اور مسیح موعود مبعوث ہو کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت فرمائی۔ کسی بھی نبی نے اپنے بعد آنے والے کسی مامور من اللہ کے بارے میں اتنی وضاحت سے اور مبین طور پر ایسی علامتیں بیان نہیں فرمائی تھیں۔ کاش کہ مسلمانوں کو ان علامتوں کے مطابق امام مہدی کو پہچاننے کی توفیق نصیب ہو۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں
اِنِّیْ اَنَا الْمَہْدِیُّ الَّذِیْ ہُوَ الْمَسِیْحُ الْمُنْتَظَرُ الْمَوْعُوْدُ۔
(خطبہ الہامیہ ص ۲۱ حاشیہ)

میں وہ مہدی موعود ہوں کہ جس مسیح موعود کی انتظار کی جارہی تھی

اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جہاں تک علماء کے کفر کے فتویٰ کا تعلق ہے کوئی فرقہ اس سے محفوظ نہیں رہا جیسا کہ "منیر انکوائری رپورٹ" میں ہے کہ فتووں کو دیکھا جائے تو کوئی بھی مسلمان نہیں رہتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے کہ

"من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذالك المسلم الذى له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تخفروا الله فى ذمته"
(بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ مصری جلد ۱ ص ۵۶)

ترجمہ: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی امان ہے۔ پس اللہ کی امان کے متعلق عہد کو مت توڑو!